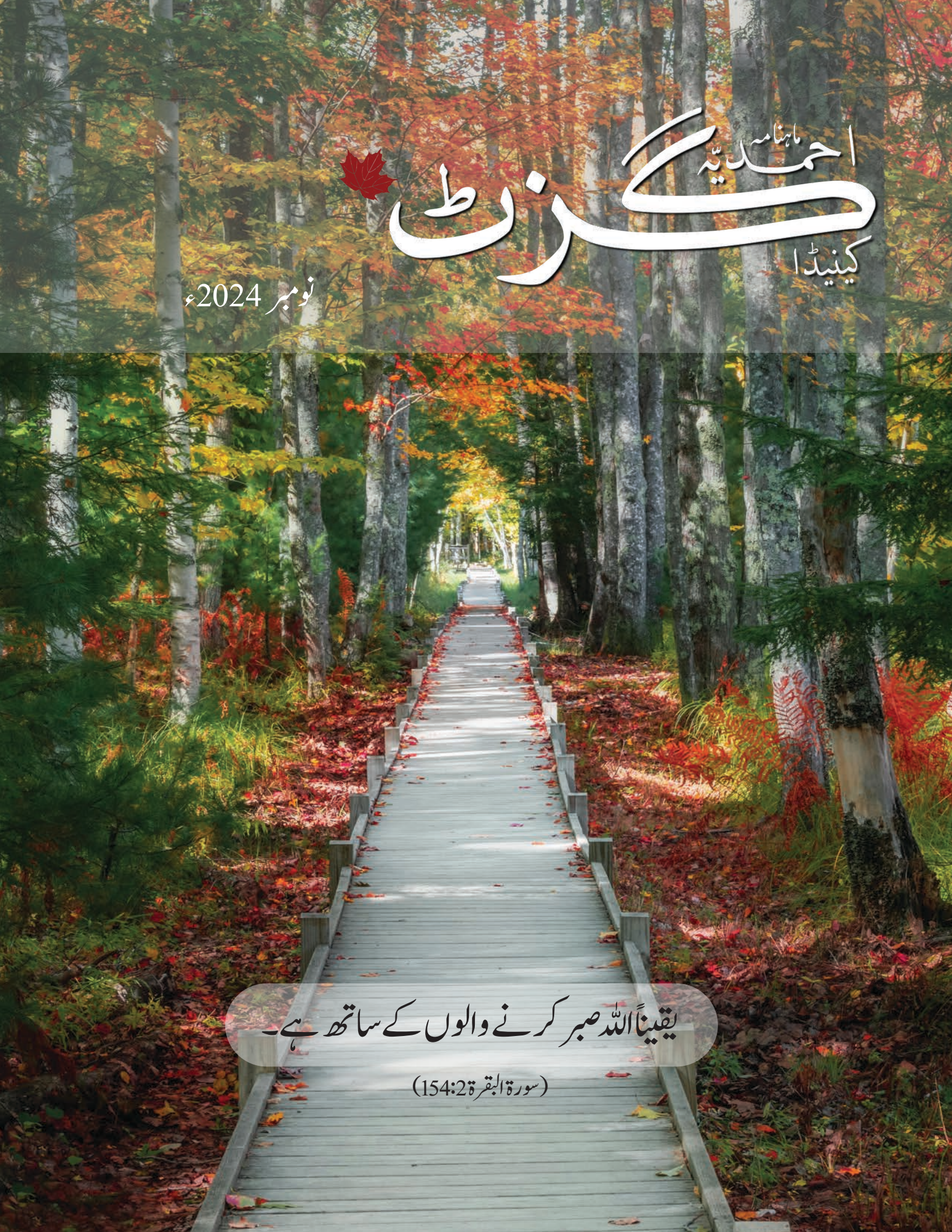

ماہنامہ

احمدیہ گزٹ

کینیڈا

نومبر 2024ء

یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(سورۃ البقرۃ 2:154)

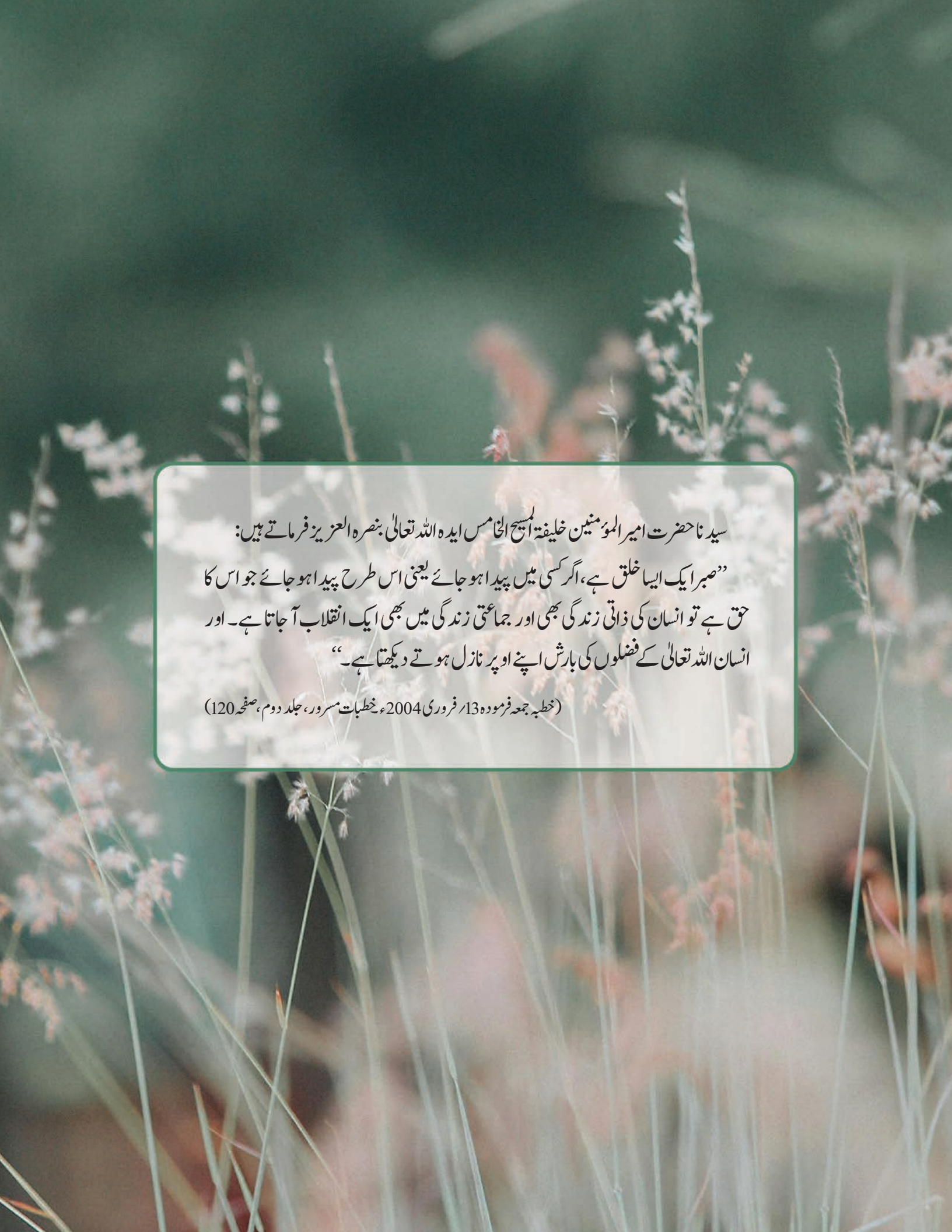

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”صبر ایک ایسا خلق ہے، اگر کسی میں پیدا ہو جائے یعنی اس طرح پیدا ہو جائے جو اس کا حق ہے تو انسان کی ذاتی زندگی بھی اور جماعتی زندگی میں بھی ایک انقلاب آ جاتا ہے۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13/ فروری 2004ء خطبات مسرور، جلد دوم، صفحہ 120)

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

نومبر 2024ء : ربیع الثانی، جمادی الاول 1446ہجری قمری : نبوّت 1403ہجری شمسی : جلد 53 : شمارہ 11

فہرست مضامین

★ قرآنِ مجید اور حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
★ ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے اہم نکات	4
★ مکرم امیر صاحب کینیڈا کی کچھ باتیں، کچھ یادیں مرتبہ مکرم ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب	10
★ تقریر: دورِ حاضر میں دعا کی قوت کے نظارے از مکرم مولانا عبدالسمیع خاں صاحب	21
★ تقریر: تربیت اولاد میں والدین کا کردار از مکرم مولانا خلیل احمد تنویر صاحب	25
★ آنحضرت ﷺ کی عائلی زندگی از مکرم ابی نوم صاحب	31
★ سالانہ تقریب اظہارِ تشکر و حوصلہ افزائی عہدیداران شعبہ مال جماعت احمدیہ کینیڈا از مکرم غلام احمد عابد صاحب	33
★ دعا کی برکت از مکرم محمد یوسف خان صاحب، اسلام آباد	36
★ بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	39
★ شعبہ تصاویر جماعت احمدیہ کینیڈا	

نگران

ملک لال خان

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ

فرحان احمد حمزہ قریشی

معاون مدیران

شفیق اللہ، منیب احمد، محمد موسیٰ،

حافظ مجیب الرحمٰن احمد اور محمد اکبر عمر

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

غلام احمد عابد اور دیگر معاونین

تزئین و زیبائش اور سرورق

شفیق اللہ، منیب احمد اور انوشہ منور

مینیجر

مبشر احمد خالد

رابطہ editor@ahmadiyyagazette.ca Tel:905-303-4000 Ext:2241 www.ahmadiyyagazette.ca

قرآنِ مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ۝ (سورۃ البقرۃ 154:2)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حدیث النبیؐ

عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَجَبًا لأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لأَحَدٍ إِلاَّ لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ .

(صحیح مسلم۔ کتاب الزھد والرقائق، باب المؤمن امرہ کلہ خیر،حدیث نمبر2999)

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کا معاملہ سراسر خیر ہے اور یہ مومن کے علاوہ کسی کے لیے نہیں۔ اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے خیر ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے۔ یہ (بھی) اس کے لیے خیر ہے۔

Designed by Freepik

صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ دیکھو مَیں اس امر کے لیے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو۔ بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو... مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے۔ صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص اس جماعت کا ہو کر کسی سے لڑا ہے۔ اس طریق کو میں ہرگز پسند نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ بھی نہیں چاہتا کہ وہ جماعت جو دنیا میں ایک نمونہ ٹھہرے گی وہ ایسی راہ اختیار کرے جو تقویٰ کی راہ نہیں ہے بلکہ میں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہاں تک اس امر کی تائید کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس جماعت میں ہو کر صبر اور برداشت سے کام نہیں لیتا تو وہ یاد رکھے کہ وہ اس جماعت میں داخل نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات۔ جلد 6، صفحہ 354-355، مطبوعہ 2022ء)

Designed by Freepik

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ ستمبر 2024ء کے اہم نکات

خطبہ جمعہ فرمودہ 6/ ستمبر 2024ء کے اہم نکات

غزوہ خندق کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

- آج مَیں غزوہ خندق کا ذکر کروں گا۔
- احزاب حزب کی جمع ہے جس کے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں چونکہ اس جنگ میں عرب کی مختلف جماعتیں اور گروہ اکٹھے مل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تھے اس لیے اسے جنگِ احزاب کہا جاتا ہے۔
- ربیع الاوّل چار ہجری میں یہود کا قبیلہ بنونضیر اپنی عہد شکنی، بغاوت اور نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے جیسی سازشوں کی وجہ سے مدینے سے جلاوطن کیا گیا تھا۔ ابھی چار مہینے گزرے تھے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ اور اسلام کے خلاف انتہائی خوف ناک منصوبہ بنایا۔
- ان کا سردار حُیی بن اخطب قریشی عمائدین کے پاس گیا۔ ابوسفیان نے ان کا خیر مقدم کیا۔ بنوغطفان کو خیبر کی ایک سال کی کھجوریں دینے کا وعدہ کیا اور بنوغطفان نے چھ ہزار فوج کی ضمانت دی۔ بنو سُلَیم، بنوفزارہ، بنو اسد اور بعض اور قبائل یہود کے اس اتحاد کا حصّہ بن گئے اور میدان میں نکل آئے۔
- حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خیبر عرب میں یہود کا بہت بڑا مرکز اور قلعہ بند شہر تھا۔ یہاں پہنچ کر بنونضیر نے مسلمانوں کے خلاف عربوں میں جوش پھیلانا شروع کیا اور مدینے پر چڑھائی کرنے کے لیے ایک زبردست لشکر تیار کیا۔
- قریشِ مکّہ چار ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے جن کی قیادت ابوسفیان کر رہا تھا۔ سواروں کی کمان خالد بن ولید کے ہاتھوں میں تھی۔ بنوسلیم کے سات سَو آدمی بھی سفیان بن عبدِ شمس کی قیادت میں اور طلیحہ بن خویلد کی قیادت میں بنو اسد روانہ ہوئے۔ بنوفزارہ کے ایک ہزار افراد کی قیادت عیینہ کر رہا تھا۔ بنو اشجع اور بنومرّہ کے چار چار سَو آدمی نکلے۔ بنوغطفان کی طرف سے چھ ہزار فوجیوں کا وعدہ تھا اور یہود کی طرف سے دو ہزار کی ریزرو فوج تھی۔
- ان افواج کی مجموعی تعداد کم سے کم دس ہزار اور بعض روایات کے مطابق چوبیس ہزار تک بیان کی گئی ہے۔ یہ اُس وقت تک کی عرب کی تاریخ کی سب سے بڑی فوجی مہم تھی۔
- قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غالباً اس سے پہلے عرب کی قبائلی جنگ میں اتنی بڑی تعداد کبھی کسی جنگ میں شامل نہیں ہوئی۔ سامانِ خورد و نوش اور سامان جنگ بھی ہر طرح کافی و شافی تھا۔ یہ لشکر شوال 5 ہجری بمطابق فروری اور مارچ 627 عیسوی میں مدینے کی طرف بڑھنا شروع ہوا۔
- حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یقیناً چوبیس ہزار والا اندازہ زیادہ صحیح ہے۔ مدینے کے مرد جمع کر کے جس میں بوڑھے، جوان اور بچّے بھی شامل تھے صرف تین ہزار آدمی نکل سکتے تھے۔
- آنحضرت ﷺ نے مدینے میں رہتے ہوئے دفاع کرنے اور خندق کھودنے

کا ارشاد فرمایا۔ یہ فیصلہ صرف حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے کے باعث نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے الہاماً نبی کریم ﷺ کو یہ طریق بتایا تھا۔

- جب کفار کا لشکر خندق کو عبور کرنے سے عاجز آ گیا تو ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ کو ایک خط میں لات اور عزیٰ وغیرہ بتوں کا ذکر کر کے یہ لکھا کہ خندق کھود کر تم لوگ مقابلے سے کترا رہے ہو۔
- جواب میں آنحضور ﷺ نے ابوسفیان کو لکھا کہ مَیں جانتا ہوں کہ تم سدا سے اللہ تعالیٰ کے خلاف غرور میں مبتلا ہو۔ یہ جو تم ہمارا نام و نشان مٹا دینے کا عزم کیے ہوئے ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو تمہارے ناپاک عزائم کے خلاف حائل ہو گیا ہے اور وہ اپنا ایسا فیصلہ کر دے گا کہ تم لات اور عزیٰ کا نام تک بھول جاؤ گے۔ جو تم نے یہ کہا ہے کہ خندق کھودنے کا مجھے کس نے بتایا ہے تو یہ طریق مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے۔ سنو! انجام کار اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب کرے گا۔
- اس خط سے واضح ہوتا ہے کہ ہر چند کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا ہو گا لیکن اس پر عمل کرنے کا فیصلہ آنحضرت ﷺ نے الہاماً ہی فرمایا ہو گا۔
- حضورِ انور نے فرمایا کہ آج کل پاکستان کے احمدیوں کو خاص طور پر دعاؤں میں یاد رکھیں۔ پاکستانی احمدی خود بھی دعاؤں کی طرف توجہ دیں، صدقات کی طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ مخالفین کے شر سے انہیں بچائے اور شریروں کے شران پر الٹائے۔ عمومی طور پر دنیا کی بہتری کے لیے بھی دعا کریں۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 13؍ستمبر 2024ء کے اہم نکات

غزوہ خندق کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

- جنگ احزاب کے حوالے سے گزشتہ خطبے میں ذکر ہو رہا تھا۔
- خیبر کے یہودیوں اور کفار کا ایک لشکر تیار ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے سُلَیط اور سفیان بن عوف اسلمی کو خبر لانے کے لیے بھیجا۔ دشمن کی ان پر نظر پڑ گئی اور یہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔
- جب خندق کھودنے کا فیصلہ ہو گیا، مسلمانوں نے بنو قریظہ سے کھدائی کے بہت سے آلات کدالیں، بڑے کلہاڑے اور بیلچے وغیرہ مستعار لیے۔
- رسول اللہ ﷺ نے خندق کی کھدائی کا کام صحابہ کے سپرد کر دیا۔
- صحابہؓ کو دس دس کی ٹولیوں میں تقسیم فرمایا اور ہر دس افراد کے لئے تقریباً 40 گز کا ٹکڑا مخصوص کیا۔
- خندق کی تکمیل کے متعلق مختلف روایات ہیں لیکن 15 دن یا ایک ماہ کے متعلق زیادہ اتفاق کیا جاتا ہے۔ خندق کی لمبائی تقریباً چھ ہزار گز یا کوئی ساڑھے تین میل اور چوڑائی تیرہ سے چودہ فٹ اور گہرائی دس سے گیارہ فٹ بنتی ہے۔
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب ٹوکریاں نہ ملتیں تو جلدی میں اپنے کپڑوں میں مٹی منتقل کرتے تھے۔
- آنحضرت ﷺ کا جاسوسی کا انتظام بھی نہایت پختہ تھا۔ ابھی قریش کا لشکر مکہ سے نکلا ہی تھا کہ آپؐ کو ان کی خبر پہنچ گئی۔
- آپؐ نے صحابہؓ سے مشورہ فرمایا۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مشورہ پیش کیا کہ مدینہ کے غیر محفوظ حصہ کے سامنے ایک لمبی اور گہری خندق کھود کر اپنے آپ کو محفوظ کر لیا جاوے۔ آپؐ نے اس تجویز کو منظور فرمایا۔ مدینے کا شہر صرف شامی طرف غیر محفوظ تھا جس میں خندق کے کھودے جانے کا حکم دیا۔
- اس اختلاف پر کہ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجر سمجھے جائیں یا انصار میں شامل ہوں، آپؐ نے فرمایا کہ سَلْمَانُ مِنَّا اَھلَ الْبَیْتِ میرے اہل بیت

میں شمار کیے جائیں۔

- کھدائی کا کام آسان نہیں تھا اور پھر موسم بھی سردی کا تھا۔ ان دنوں میں بھوک اور فاقہ کشی کی مصیبت بھی برداشت کرنی پڑی۔
- آنحضرت ﷺ خود بھی کھدائی اور مٹی کی ڈھلائی کا کام کرتے تھے۔ طبیعتوں میں شگفتگی کے لیے آپؐ شعر پڑھتے اور صحابہؓ بھی جواب دیتے۔
- یہ خندق صدیوں تک موجود رہی یہاں تک کہ وادی بطحان کے پانی کے مسلسل بہاؤ اور کاٹ کی وجہ سے وہ آہستہ آہستہ معدوم ہوتی گئی۔
- آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات بھی باری باری آپؐ کے ساتھ رہتیں۔
- کھدائی کے دوران ایک چٹان نہ ٹوٹ رہی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے کچھ پانی منگوایا اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا پھر دعا مانگی اور پانی پتھریلی زمین پر چھڑک دیا جس سے وہ زمین ملائم ہو کر ریت کی طرح ہو گئی۔
- ایک چٹان ٹوٹ نہیں رہی تھی تو آنحضرت ﷺ نے کدال لے کر ضرب لگائی اور تین بشارتیں بھی سنائیں۔ ایک ضرب پر شعلہ نکلا تو آپؐ نے زور کے ساتھ اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ مجھے مملکت شام کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ پھر آپؐ نے کدال چلائی اور ایک شعلہ نکلا جس پر آپؐ نے پھر اللہ اکبر کہا اور فرمایا مجھے فارس کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ تیسری دفعہ آپؐ نے کدال ماری، ایک شعلہ نکلا اور آپؐ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا: اب مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اس دفعہ وہ پتھر بالکل شکستہ ہو کر اپنی جگہ سے گر گیا۔
- یہ نظارے عالم کشف سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ وعدے کچھ تو آنحضرت ﷺ کے آخری ایام میں اور زیادہ تر خلفائے راشدین کے زمانے میں پورے ہوئے۔
- اس مصیبت اور بے کسی کے عالم میں مسلمانوں کو یہ خوشخبریاں دی گئیں جس نے مسلمانوں کے حوصلوں کو بڑھایا لیکن منافقین آنحضرت ﷺ کی ان پیشگوئیوں پر بڑا تمسخر اڑایا کرتے تھے کہ تم یہاں خندقیں کھود رہے ہو اور تم میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ یہاں سے نکل سکو۔ اس پر اللہ نے یہ آیت اُتاری:

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب 33:13)

ترجمہ: اور جب منافقوں نے اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں مرض تھا، کہا ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے دھوکے کے سوا کوئی وعدہ نہیں کیا۔

- ایک صحابی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ تم کھانا تیار کرو۔ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! اپنے چند اصحاب کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا کھانا کتنا ہے؟ عرض کیا کہ اس قدر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: بہت ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے انصار و مہاجرین کی جماعت! چلو جابر نے ہماری دعوت کی ہے۔ اس پر کوئی ایک ہزار فاقہ مست صحابی آپؐ کے ساتھ ہو لیے۔
- آنحضرت ﷺ نے ہنڈیا اور آٹے کے برتن پر دعا فرمائی اور کھانا تقسیم کرنا شروع فرما دیا۔ اُسی کھانے سے سب لوگ سیر ہو کر اُٹھ گئے اور ابھی ہنڈیا اُسی طرح اُبل رہی تھی اور آٹا اُسی طرح پک رہا تھا۔
- آخر میں حضورِ انور نے فرمایا کہ دعاؤں کی طرف بہت توجہ رکھیں۔ خاص طور پر بنگلہ دیش، پاکستان، دوسری جگہوں پر ہر شر سے ہر احمدی کو بچائے اور دنیا کو بھی بچائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کو مضبوط رکھے، اور ہر ملک میں رہنے والے احمدیوں کو محفوظ رکھے، اور دنیا جس آگ میں پڑ رہی ہے اس سے دنیا کو بھی بچائے، اللہ رحم فرمائے، اللہ تعالیٰ جو سب طاقتوں کا مالک ہے اگر یہ لوگ اصلاح کی طرف توجہ کریں تو ابھی بھی اللہ تعالیٰ انہیں مصیبتوں میں سے نکال سکتا ہے، اللہ کرے کہ ان کو سمجھ آ جائے۔ آمین!

*****

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اَور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 104)

خطبہ جمعہ فرمودہ 20؍ستمبر 2024ء کے اہم نکات

غزوۂ خندق کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

- جنگِ احزاب میں کھجوروں میں برکت کا بھی واقعہ ملتا ہے۔ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی بیان کرتی ہیں کہ میری ماں نے تھوڑی سی کھجوریں دے کر مجھے کہا کہ یہ اپنے باپ اور ماموں کو دے آؤ۔ آنحضور ﷺ کے پاس سے گزری تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ لاؤ! یہ کھجوریں مجھے دے دو۔ آپؐ نے ان کھجوروں کو دو کپڑوں سے ڈھانپ دیا۔ پھر سب لوگ آ گئے اور کھجوریں کھانے لگے اور وہ کھجوریں زیادہ ہونے لگیں یہاں تک کہ جب سب کھا چکے تو کھجوریں کپڑے کے کناروں سے گر رہی تھیں۔
- درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے اُمور بھی ظاہر ہوتے ہیں کہ جو بشری طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے سید و مولیٰ سید الرسل حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے جنگِ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعے سے نہیں بلکہ اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے الٰہی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو۔ اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت ﷺ نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی۔
- خندق کی کھدائی کے دوران کئی منافقین اجازت لیے بغیر گھروں کو کھسک جاتے۔ جب کہ مومنوں کو اگر کوئی حاجت پیش آتی تو وہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرتے اور آنحضرت ﷺ انہیں اجازت دے دیتے۔
- خندق تیار ہو چکی تو بچوں اور نوجوانوں کو اُن قلعوں کی جانب بھیج دیا گیا جہاں عورتوں کو حفاظت کے لیے منتقل کیا گیا تھا۔
- آنحضرت ﷺ نے مدینے میں اپنا نائب ابن امّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا۔ خندق کے پاس آنحضرت ﷺ کے لیے چمڑے کا خیمہ لگایا گیا۔ مہاجرین کا پرچم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کہ انصار کا پرچم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔
- مسلمانوں کی تعداد سات سَو سے لے کر تین ہزار تک بیان ہوئی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک خندق کھودنے کا کام رہا مسلمان لشکر کی تعداد تین ہزار تھی۔ لڑائی شروع ہوئی تو جو پندرہ سال سے کم عمر تھے انہیں چلے جانے کا حکم دیا۔ جب بنو قریظہ کفار کے لشکر سے مل گئے تو پانچ سو سپاہی عورتوں کی حفاظت کے لیے چلے گئے تو بارہ سو کا لشکر سات سو کا رہ گیا۔
- کفار نے خندق کے گرد محاصرے کے رنگ میں ڈیرے ڈال لیے۔ جب دشمن خندق عبور کرنے میں ناکام رہا تو باہم فیصلہ کیا کہ قبیلہ بنو قریظہ کو اپنے ساتھ ملایا جائے تا کہ وہ مسلمانوں پر اندر سے حملہ آور ہو جائیں۔
- حُیی بن اخطب بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا۔ حُیی کے بے حد اصرار پر کعب اس بھیانک سازش میں شامل ہو گیا۔
- اس مرحلے پر بنو قریظہ کے یہود میں سے چند افراد جو نیک فطرت تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے اور اسلام بھی قبول کر لیا۔
- بنو قریظہ کی معاہدہ شکنی کے ان اعصاب شکن اور ہوش و حواس کھو دینے والے لمحات میں تھوڑی دیر توقف کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اے مومنوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے ساتھ خوش ہو جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ مَیں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں گا اور اس کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور قیصر و کسریٰ ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔
- اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج سے خدام الاحمدیہ کا اجتماع بھی شروع ہو رہا ہے۔ خدام اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ خدام ان دنوں میں روحانی اور علمی معیار بڑھانے کی بھی کوشش کریں۔ جن دعاؤں اور درود کی طرف مَیں نے توجہ دلائی تھی اور تحریک کی تھی ان دنوں میں اس طرف خاص توجہ رکھیں اور ہمیشہ انہیں دہراتے رہیں۔

- حضورِ انور نے درج ذیل چار مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا: 1۔مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب ربوہ، 2۔مکرم ڈاکٹر شیخ ریاض الحسن صاحب ابن مکرم بریگیڈیئر ڈاکٹر ضیاء الحسن صاحب، 3۔مکرم پروفیسر عبد الجلیل صادق صاحب ربوہ، 5۔مکرم ماسٹر منیر احمد صاحب آف جھنگ۔حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 27/ ستمبر 2024ء کے اہم نکات

غزوۂ خندق کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

- حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کافروں نے بنو نضیر کے رئیس حیی بن اخطب کو مقرر کیا کہ وہ بنو قریظہ کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے۔ بنو قریظہ مسلمانوں کے حلیف تھے۔ ان حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی حفاظت کے لیے پانچ سو افراد تعین کرنے کا فیصلہ فرمایا۔
- بنو قریظہ کے معاہدہ توڑنے کی خبر مسلمانوں تک پہنچ گئی تو ان کا خوف بڑھ گیا اور ان کو عورتوں اور بچوں کی فکر ہونے لگی۔ آپؐ نے حضرت سلمہ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو سو افراد اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو افراد کے ساتھ مدینے کی حفاظت کے لیے بھیجا اور فرمایا کہ رات کے وقت وہ مختلف جگہوں پر پہرا دیں اور وقتاً فوقتاً تکبیر یعنی اللہ اکبر کے نعرے لگاتے رہیں۔
- بعض منافقین نے کہنا شروع کیا کہ یارسول اللہؐ! شہر میں ہمارے مکانات بالکل غیر محفوظ ہیں۔ آپؐ اجازت دیں تو ہم اپنے گھروں میں ٹھہر کر ان کی حفاظت کریں جس پر خدائی وحی نازل ہوئی۔ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا (سورۃ الاحزاب 14:33)۔یعنی یہ غلط ہے کہ ان لوگوں کو اپنے گھروں کے غیر محفوظ ہونے کا خیال ہے بلکہ بات یہ ہے کہ میدان کارزار سے بھاگنے کی راہ ڈھونڈ رہے ہیں۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما (انصار صحابہ) سے فرمایا کہ اگر تم لوگ چاہو تو قبیلہ غطفان کو محاصل میں سے کچھ حصہ دے کر اس جنگ کو ٹال دو۔ دونوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ یارسول اللہؐ! جب ہم نے شرک کی حالت میں کبھی کسی دشمن کو کچھ نہیں دیا تو اب مسلمان ہو کر کیوں دیں۔ واللہ! ہم انہیں تلوار کی دھار کے سوا کچھ نہیں دیں گے۔
- سخت سردی اور بھوک کی مشکلات میں پہرے میں آنحضرت ﷺ خود بنفس نفیس موجود ہوتے۔ ایک دن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یارسول اللہؐ! مَیں آپؐ کی حفاظت کے لیے پہرا دیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: وہاں خندق کا ایک حصہ کمزور ہے وہاں پہرا دو۔ کبھی بظاہر آرام کرنے کے لیے خیمہ میں تشریف لاتے بھی تو اس کا اکثر حصہ خدا کے حضور سربسجود ہو کر دعائیں کرتے ہوئے نظر آتے۔
- یہودیوں نے ایک موقع پر جاسوسی کی غرض سے اپنا ایک آدمی بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب نے اس یہودی کا مقابلہ کیا، اسے مار کر گرا دیا اور اس کا سر کاٹ کر یہودیوں کی طرف گرا دیا۔ یہودی لوگ مرعوب ہو کر واپس چلے گئے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنے کا واقعہ بھی ملتا ہے۔
- عمرو بن عبدود ایسا بہادر تھا کہ عرب میں ایک ہزار مردوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ یہ اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ خندق کو پار کر کے آیا اور بڑے متکبرانہ انداز سے آواز لگائی کہ اے جنت کی خواہش کرنے والو! آؤ میں تمہیں جنت

میں پہنچادوں یا تم مجھے جہنم میں بھیج دو۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقابلہ کیا اور اُسے قتل کر دیا۔ اُس کے قتل کے بعد اُس کے ساتھی بھاگ گئے۔

- ایک روایت کے مطابق ضرار بن خطاب جو کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی تھا یہ جب بھاگا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا تعاقب کیا۔ضرار اچانک رُکا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نیزے سے حملہ کرنے کو تھا کہ رُک گیا اور حملہ نہیں کیا۔ پھر حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا کہ اے عمرؓ! میرا یہ احسان یاد رکھنا کہ میں نے تم پر حملہ نہیں کیا۔ فتح مکہ کے موقع پر یہی ضرار بن خطاب اسلام لے آئے۔ اسلامی جنگوں میں بھرپور شرکت کی۔خوب بہادری کے جوہر دکھائے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

- بعض روایات کے مطابق عمرو بن عبدود کے بجائے نوفل بن عبداللہ ایک موقع پر مارا گیا تھا اور کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر آپؐ اس کی لاش واپس کر دیں تو وہ دس ہزار درہم آپؐ کو دینے کے لیے تیار ہیں۔ کفار کا پیغام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو آپؐ نے فرمایا: ہم تم سے کوئی قیمت لیں، اپنی لاش بڑے شوق سے اُٹھا کر لے جاؤ۔
- حضور انور نے آخر میں فرمایا کہ آج سے لجنہ اماء اللہ اور انصار اللہ کے اجتماع بھی شروع ہو رہے ہیں۔ ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں میں بہت وقت گزاریں، درود پڑھنے کی طرف توجہ رکھیں۔ اور اجتماع کے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ بابرکت فرمائے۔

(بشکریہ مکرم خلیل احمد تنویرؔ صاحب مربی سلسلہ ریجائنا)

ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے

ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنّت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّ شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیّبہ پر ایمان رکھیں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں۔ اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 323)

محترم امیر صاحب کینیڈا کی کچھ باتیں، کچھ یادیں

مکرم پروفیسر ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب ریجنل امیر پریری ریجن

خدا تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر یہ خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ کو ایسے ایسے لعل و جواہر وجود عطا کیے جنہوں نے اس جماعت کے تاج کی ظاہری و باطنی شوکت کو چار چاند لگا دیئے۔یعنی روحانی ترقی میں مزید معاون و مددگار ثابت ہوئے۔بعض وجود ایسے ہیں جن کی نسل در نسل اس جماعت سے وابستہ ہے اور جو اپنے بزرگوں کی نیکیوں کو آگے بڑھانے نیز ان کے عہد بیعت کی تجدید کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں لیکن بعض ایسے بابرکت وجود بھی ہیں جنہوں نے وقت کے مسیح کو خود پہچانا اور اوّلین پر سبقت لے گئے۔ایک ایسے ہی خوش قسمت وجود جنہیں خدا تعالیٰ نے حق کا عرفان عطا فرمایا اس وقت ہمارے ساتھ موجود ہیں۔الحمد للہ۔

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

(درثمین)

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا مکرم و محترم ملک لال خاں صاحب جو ایک نافع الناس اور عاجزانہ خدمت دین کرنے والے ایک ایسے قیمتی وجود ہیں جو اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں اور اپنے عمل سے بہتوں کو اعلیٰ اخلاق سکھلا رہے ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ ریجائنا کی یہ خوش قسمتی ہے کہ ابھی حالیہ دورے کے دوران امیر صاحب کینیڈا کے ساتھ کچھ یادیں دوہرانے کا موقع ملا۔ خاکسار نے 26/اکتوبر 2022ء کو بمقام ریجائنا مکرم امیر صاحب کا ایک انٹرویو لیا۔ جو قارئینِ احمدیہ گزٹ کے لیے پیش خدمت ہے۔

خاکسار: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم امیر صاحب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار: اس وقت ہمارے پاس امیر جماعت کینیڈا ملک لال خاں صاحب موجود ہیں، ان سے ہم اُن کی زندگی کے حالات کے بارہ میں اور خاص کر قبول احمدیت کے واقعات کے بارہ میں گفتگو کریں گے۔

خاکسار: امیر صاحب آپ اپنے بچپن کے حالات بتائیں کہ آپ کہاں پیدا ہوئے، کب پیدا ہوئے اور اپنے والدین کے بارہ میں بھی کچھ بتائیں۔

امیر صاحب: اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا۔ میں 1942ء کو حافظ آباد کے قریب ایک گاؤں ہے سندھو اں تاڑر، اب تو حافظ آباد بھی ضلع بن گیا ہے پنجاب میں، میں وہاں پیدا ہوا۔ میرے والدین سنی عقیدہ سے تعلق رکھتے تھے اور ابتدائی تعلیم میں نے مختلف جگہوں سے حاصل کی کیونکہ میرے والدین مختلف جگہوں پر کاشتکاری کرتے رہے۔ مڈل میں نے ایک قریبی سکول رسول پور تاڑر سے کیا۔ ہائی سکول کا امتحان حافظ آباد سے پاس کیا۔ پھر تعلیم الاسلام کالج میں تعلیم حاصل کی۔ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور سے انجینئرنگ کی ڈگری لی۔ پھر میں مختلف جگہوں پر کام کرتا رہا۔ پھر بالآخر T&T ڈپارٹمنٹ میں کام کیا۔ پھر 1987ء میں وہ ملازمت چھوڑ کر کینیڈا میں رہائش اختیار کی اور اس وقت سے اب تک کینیڈا میں ہی قیام ہے۔

خاکسار: امیر صاحب آپ کی جو ابتدائی تعلیم آپ نے گاؤں میں حاصل کی وہ میٹرک تک تھی۔ اس کے بعد پھر آپ تعلیم الاسلام کالج ربوہ تشریف لے گئے تو یہ فیصلہ کب اور کیسے ہوا کہ آپ کی باقی تعلیم ربوہ میں ہو گی؟

امیر صاحب: اس کا پس منظر اس طرح سے ہے کہ میرا پہلا تعارف جب میں نے لفظ قادیانی یا مرزائی سنا، وہ 1957ء کے قریب تھا۔ میں حافظ آباد کے ہائی سکول نمبر 2 میں نویں جماعت میں داخل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ دیواروں کے اوپر ایک مطالبہ لکھا ہوتا تھا کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دو۔ مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ قادیانی کون ہوتے ہیں اور اقلیت کے کیا معنی ہیں۔ لیکن بار بار مختلف جگہوں پر یہ فقرہ لکھا ہوا دیکھتا تو مجھے حیرت ہوتی کہ یہ کیا ہے اور کیوں یہ کہا جا رہا ہے۔ جب میں ہائی اسکول میں داخل ہوا تو مجھے پتا چلا کہ ہمارے ہیڈ ماسٹر چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے) احمدی ہیں۔ ان کے بارہ میں ایک دلچسپ بات سنی کہ وہ حافظ آباد کے شریف ترین، ایمان دار آدمی ہیں۔ اسی وجہ سے سب ان کی بہت

عزت کرتے ہیں لیکن ان میں صرف ایک ہی خرابی ہے کہ وہ قادیانی ہیں۔ یہ جو تضاد تھا کہ ہیں وہ سب سے اچھے لیکن ساتھ ہی ایک خرابی بھی ہے، اس کی سمجھ نہیں آتی تھی۔ ہمارے نویں اور دسویں جماعت کے جو دینیات کے استاد تھے، وہ اس فکر کی وجہ سے کہ چوہدری بشیر احمد صاحب کا کوئی اثر ہم پر نہ ہو وہ ہمیں اپنا کورس پڑھانے کے بعد کسی نہ کسی بہانے یہ ذکر شروع کر دیتے تھے کہ قادیانی ایسے ہیں اور ان کے مرزا صاحب نے یہ دعوے کئے ہیں۔ کبھی انہوں نے یہ کہا کبھی انہوں نے یہ کہا۔ وہ اس رنگ میں چھوٹی چھوٹی باتیں بتاتے تھے کہ ہمارے ذہن میں یہ تاثر پیدا ہوا کہ قادیانی یا مرزائی نہایت ہی خطرناک لوگ ہیں۔ یہ اسلام کے خلاف ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں تا کہ مسلمانوں میں چھپ کر ان کو نقصان پہنچا سکیں۔ اصل میں یہ دل سے مسلمان نہیں ہیں۔ ان کے عزائم مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے ہیں اور ان کا رول وہی ہے جو مدینہ میں یہود کا تھا کہ بظاہر مسلمانوں کے ساتھ ان کے معاہداتِ امن تھے۔ لیکن اندر سے ہر وقت کوشش کرتے تھے کہ کیسے نقصان پہنچائیں۔ اس تاثر کے بعد ہمارے دل میں بہت جوش تھا کہ قادیانیوں کو روکنا چاہئے اور ان کی تبلیغ کو بند کرنا چاہئے۔ اگر وہ کسی کو گمراہ کریں تو انہیں بتانا چاہئے کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ تو یہ نویں دسویں جماعت کے طالب علم کے ذہن کی حالت تھی۔ ہمارے ہوسٹل میں دو احمدی طالب علم تھے جو کسی قریبی گاؤں سے آتے تھے لیکن بہت سادہ طبیعت کے اور ان کو اپنی جماعت کے بارہ میں زیادہ علم بھی نہیں تھا۔ ہمیں جب بھی موقع ملتا تو ہم ان کو لے کر بیٹھ جاتے کہ تمہارے مرزا صاحب نے یہ کہا ہے، تم تو ایسے ہو، تمہارے یہ عقیدے ہیں۔ وہ جواب تو نہیں دے سکتے تھے لیکن یہ کہتے تھے کہ تم ہمارے مربی صاحب سے ملو، ہمارے مبلغ صاحب سے ملو تو وہ تمہیں ان باتوں کا جواب دیں گے۔ ہم کہتے تھے کہ ان سے ہم نے کیا ملنا ہے۔ آپ بتائیں، آپ کے پاس جواب ہے ہی نہیں۔ تو ان کو ہم بہت تنگ کرتے تھے اس وجہ سے کہ وہ احمدی ہیں۔

اس دوران میں جب دسویں کا امتحان ہوا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا نتیجہ بہت اچھا آیا۔ میں پورے پنجاب میں دوسرے نمبر پر آیا اور یہ اتنی بڑی بات تھی ہمارے حافظ آباد کے لیے کہ چوہدری بشیر احمد صاحب، چند اور شرفاء کو لے کر ہمارے گاؤں تشریف لائے جو دس میل کے فاصلے پر تھا۔ ہمیں جب یہ پتا چلا کہ چوہدری بشیر احمد صاحب جو ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں، وہ تشریف لائے ہیں تو سارے گاؤں کے اندر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی کہ اتنی بڑی بات ہے۔ خیر ان سے ملنے کے بعد، کھانے وغیرہ کے بعد میرے والدین جو ان کی شفقت سے بے حد متاثر تھے، انہوں نے مشورہ کیا کہ اب اسے آگے کالج میں کہاں داخل کروایا جائے۔ تو چوہدری صاحب نے مشورہ دیا کہ گورنمنٹ کالج آف لاہور پنجاب کا سب سے اچھا کالج ہے۔ لیکن وہ دُور ہے اگر آپ وہاں نہ جانا چاہیں تو گورنمنٹ کالج لائل پور ہے (جو بعد میں فیصل آباد ہو گیا) لیکن اگر میرا ذاتی مشورہ مانیں تو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخل کروائیں۔ اس کی دو وجوہات انہوں نے بیان کیں۔ ایک یہ اس کا تعلیمی معیار اچھا ہے دوسرا یہ کہ وہاں طلباء کی اخلاقی نگرانی بھی ہوتی ہے۔ تو میرے والد صاحب کو یہ بات بہت پسند آئی کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ گاؤں کے سادہ ماحول میں رہنے والے شہر جا کر شہر کی دلچسپیوں میں پڑ جاتے ہیں، پڑھائی نہیں کرتے۔ ان کو یہ فکر تھی۔ انہوں نے جب یہ سنا تو کہا ٹھیک ہے اسے وہاں ہی بھیج دیتے ہیں اور یہ کہ جس طرح چوہدری صاحب آپ کہیں اسی طرح کر لیتے ہیں۔ میں پاس کھڑا سن رہا تھا ابھی بھی میرے ذہن میں وہ نقشہ ہے کہ کیکر کے درخت کے سائے میں ہمارے مہمان بیٹھے ہوئے تھے اور یہ ساری باتیں ہو رہی تھیں اور میں سوچ رہا تھا کہ اگر میں کالج میں گیا تو دو سال مجھے کافروں کے درمیان گزارنے ہوں گے۔ اچانک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر وہ واقعی اسلام کے دشمن ہیں تو یہ تو بہت ہی اچھا موقع ہے کہ میں ان کے گھر میں رہ کر آؤں گا اور جب بھی کوئی مرزائی یا قادیانی کسی مسلمان کو گمراہ کرنے لگے گا تو میں ان سے کہوں گا کہ دیکھو دوسرے لوگوں کو تو تم دھوکا دے سکتے ہو لیکن میں تو ربوہ میں دو سال رہ کر آیا ہوں اور مجھے تو ساری باتوں کا علم ہے اور یہ بات تم غلط کہہ رہے ہو اور یہ بات تم غلط کہہ رہے ہو۔ تو اس ارادے سے میں نے اس بات کو خوشی سے قبول کیا کہ میں ساری معلومات حاصل کروں گا قادیانیت، مرزائیت کے بارہ میں۔ چنانچہ میں نے عہد کیا کہ اس دو سال کے دوران جو بھی کوئی اجلاس، کوئی جلسہ، کوئی میٹنگ وغیرہ ہو گی میں نے ان سب میں ضرور شامل ہونا ہے۔ میں جب ربوہ آیا، داخلہ ہوا اور ہوسٹل میں جگہ ملی تو ہمارے ساتھ کمرے میں دو احمدی تھے اور دو ہم غیر احمدی۔ خلیل احمد ناصرؔ جو میرے پہلے دوست بنے۔ ان سے میں نے کہا کہ ہم نے سنا ہوا ہے کہ ربوہ میں جنت دوزخ بنی ہوئی ہیں تو وہ آگے سے ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ اچھا عصر کی نماز کے بعد چلیں گے اور میں تمہیں دکھاؤں گا۔

خاکسار: وہ احمدی تھے؟

امیر صاحب: جی وہ احمدی تھے گجرات کے پاس ایک گاؤں سے ان کا تعلق تھا۔عصر کی نماز کے بعد ہم گئے تو قبرستان کی سیر کی۔ انہوں نے مجھے مختلف جگہیں دکھائیں اور مجھے یہ بات بتائی کہ ہمارے بانی سلسلہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا تھا کہ جولوگ اسلام کی تعلیم پر عمل کریں اور نمایاں مالی قربانی کریں ان کو ایک علیحدہ قبرستان میں دفن کیا جائے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ وہ جنتی ہوں گے اور اس مقبرے کا نام بہشتی مقبرہ ہے، اصل بات یہ ہے۔ مجھے اس پر اتنی شرمندگی ہوئی کہ میں یہاں اسلام کا نمائندہ ہوں اور اسلام کے دفاع کے لیے یہاں آیا ہوں اور ہم اسلام کا دفاع جھوٹ بول کر دھوکہ دے کے کر رہے ہیں۔ہمیں یہ کہنا چاہئے کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص صرف مالی قربانی کرے یا صرف اسلام پر عمل کرے اور اس کے متعلق یہ امید ہو کہ وہ جنت میں جائے گا۔ یہ اعتراض کرنا بنتا ہے کہ کیسے جنت میں جا سکتا ہے اگر یہ باتیں کرتا ہے۔لیکن یہ کہنا کہ انہوں نے جنت دوزخ بنائی ہوئی ہے اور لوگوں کو وہ دھوکہ دیتے ہیں، یہ بات بنا کر لوگوں کو ان سے متنفر کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی حقیقی دلیل نہیں ہے ان کے بارہ میں بتانے کے لیے، تو اس لیے ہم دھوکے کی بات کرتے ہیں۔ پہلے ہی دن میں نے یہ عہد کیا کہ جہاں بھی مجھے موقع ملے گا۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ باتیں احمدیوں کے خلاف ٹھیک ہیں لیکن جو غلط بات ہو گی اس پر میں ان کا دفاع کروں گا کیونکہ اسلام کو جھوٹ بول کر اپنا دفاع کرنے کی ضرورت نہیں۔سچائی کے دفاع کے لیے ہم جھوٹ بولیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ میرا پہلا تاثر تھا۔لیکن اس سے پہلے ایک واقعہ اس وقت پیش آیا جب میرے والد صاحب میرا داخلہ کروانے گئے اور داخلے کے بعد ہم واپس آ رہے تھے ۔ وہ واقعہ بہت دلچسپ ہے۔ چنیوٹ سے جب ہم نے بس بدلی اپنے گاؤں آنے کے لیے تو ہمارے ساتھ والی سیٹ پر ایک مولوی صاحب بیٹھے تھے اور پاکستان میں رواج ہے کہ جب بس میں بیٹھتے ہیں تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ کہاں سے آئے کہاں جانا ہے ؟ کیا کرتے ہو؟ ساری باتیں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں۔تو انہوں نے جب میرے والد صاحب سے پوچھا اور انہوں نے بتایا کہ یہ میرا لڑکا ہے اور میں اس کو ربوہ داخل کروانے گیا تھا تو انہوں نے پوچھا، تسی مرزائی جے؟ والد صاحب نے کہا کہ نہیں ہم مرزائی تو نہیں سُنّی ہیں۔ انہوں نے کہا پھر آپ نے اپنے بیٹے کو ان کے کالج میں داخل کروا دیا ہے؟ وہ تو کافر ہیں۔ آپ نے تو اسے جہنم میں ڈال دیا ہے۔ اتنی باتیں انہوں نے کیں کہ والد صاحب تو پریشان ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ پھر کیا کرنا چاہئے؟ مولوی صاحب نے کہا کرنا کیا چاہئے، میں بس والے کو کہتا ہوں بس روکے، آپ واپس جائیں اور اس کے کالج کے داخلے کے جو فارم آپ نے جمع کروائے ہیں وہ واپس لے لیں اور کہیں کہ ہم مرزائیوں کے کالج میں اپنے بچے کو داخل نہیں کروانا چاہتے۔ والد صاحب بڑے پریشان ہوئے اور کہا کہ یہ تو میں نہیں کر سکتا، اس کے علاوہ اور ہم کیا کریں۔ تو وہ کہنے لگا کہ وہ اس لڑکے کے کرنے کی بات ہے۔مولوی صاحب مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ تمہیں ان دو سالوں میں جو بات بھی مرزائی کہیں تم یقین کر لو غلط ہے ۔ جب مولوی صاحب نے یہ بات کہی تو پہلے ان کی باتیں والد صاحب سے ہو رہی تھیں، اس بات کے بعد میں نے ان سے کہا کہ مولوی صاحب جس بات کو میں نے سنا نہیں ہے اس کے بارہ میں پہلے سے یہ کہہ دوں کہ وہ غلط ہے، یہ کیا بات ہوئی؟ تو مجھے انہوں نے جواب نہیں دیا بلکہ میرے والد صاحب کو کہا کہ تہاڈا ایہہ منڈا گیا!

خاکسار: وہ سمجھ گئے تھے، مولوی صاحب عقل مند تھے۔

امیر صاحب: تو یہ واقعہ مَیں بتانا چاہتا تھا کہ یہ ذہن ہے مولوی کا کہ اِن کی بات نہیں سننی اور انہوں نے یہی کچھ کیا ہے پاکستان میں کہ ہر طریقے سے ہمارے خلاف جو جھوٹ بھی بول سکتے ہیں بول رہے ہیں لیکن ہمیں جواب دینے کی اجازت نہیں۔ ربوہ قیام کے دوران بہت سی باتیں سامنے آئیں ۔مثلاً عام طور پر تو ہوسٹل میں قیام کے دوران تبلیغ منع تھی لیکن جہاں سوال ہوں وہاں پھر اس کے جواب بھی ہوتے ہیں۔

میرے ایک غیر احمدی دوست تھے وہ آئے اور مجھے کہنے لگے کہ یہ میرا دوست کہہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں جب کہ قرآن کریم میں تو یہ لکھا ہے کہ وہ آسمان پر چلے گئے ہیں۔ تو تم ان کو جواب دو۔ ان کو اندازہ تھا کہ اس کو مذہب سے دلچسپی ہے۔کیونکہ جب نماز ہوتی تھی تو غیر احمدیوں کے لیے ایک الگ کمرہ تھا جہاں ہم نماز پڑھتے تھے، وہاں میری دین سے رغبت دیکھ کر انہوں نے مجھے امام بنا لیا تھا۔ اس لیے وہ سمجھتے تھے کہ اسلام کی طرف سے میں جواب دوں گا۔تو میں نے ان کے اس دوست کو جو ان کے ساتھ آیا تھا کہا کہ آپ کیسے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں، تو انہوں نے سورۃ المائدہ کے آخری رکوع والی جو دلیل ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ پوچھے گا کہ کیا تو نے کہا تھا لوگوں کو کہ مجھے اور میری ماں کو الگ سے معبود بناؤ۔

تو وہ اس کا انکار کریں گے اور کہیں گے کہ ہر گز نہیں کہا تھا، میں نے تو جو تُو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو، وہی کہا تھا۔ لیکن جب تُو نے مجھے وفات دے دی تو پھر میں نہیں جانتا، تو ہی ان پر نگران تھا۔ جب انہوں نے یہ بات بتائی اور دلیل انہوں نے یہ بتائی کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان پر زندہ جانا تھا اور زندہ واپس آنا تھا، تو ان کو کہنا چاہئے تھا کہ جب تک میں ان میں رہا میں نے انہیں توحید کی تعلیم دی لیکن جب تُو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا تو میں کچھ نہیں کرسکتا تھا۔ لیکن جب میں واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ شرک میں مبتلاء ہیں تو پھر میں نے انہیں توحید پر قائم کیا۔ لیکن اس میں تو ذکر ہی نہیں، وہ کہتے ہیں کہ مجھے پتا ہی نہیں ہے کہ بعد میں کیا ہوا۔ تو میں نے کہا کہ یہ بات تو ٹھیک لگتی ہے۔ جیسے ہی میں نے کہا کہ یہ بات تو ٹھیک لگتی ہے۔ وہ غیر احمدی جو اُسے ساتھ لایا تھا اسے سخت غصہ آیا کہ اگر تمہیں جواب نہیں آتا تھا تو تمہیں یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ یہ بات ٹھیک ہے۔ تو وہ ناراض ہو کر چلے گئے۔ اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ بفضل تعالیٰ مجھے یہ توفیق ملی کہ جو بات میرے علم میں آئی اور اس کو میں نے صحیح سمجھا، تو میں نے اس کو قبول کرلیا۔

ربوہ قیام کے دوران مَیں جمعہ جا کر مسجد مبارک میں پڑھتا تھا۔ ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے اور مولانا جلال الدین شمس صاحب یا مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری یا کوئی دوسرے بزرگ جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ تو غیر احمدیوں نے جب یہ دیکھا کہ جمعہ یہ احمدیوں کے ساتھ پڑھتا ہے تو انہوں نے ایک دن مجھے کہا کہ ہم تو آپ کے پیچھے اپنی نماز خراب کر رہے ہیں۔ آپ کافروں کے پیچھے جا کر نماز پڑھتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں تو ان کے اندر کافروں والی کوئی بات نہیں دیکھتا اور جمعہ نہ پڑھنے سے میں زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ جمعہ ان کے ساتھ جا کر پڑھوں۔ اس پر انہوں نے مجھے امامت سے برطرف کر دیا۔

خاکسار: امیر صاحب یعنی آپ کو شروع سے اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ احمدی سچے لوگ ہیں؟

امیر صاحب: یہ احساس تو بعد میں ہوا۔ اس وقت تو یہ محسوس ہوا کہ جو باتیں ہمیں بتائی گئی ہیں وہ سب سچ نہیں اور دھوکے والی باتیں ہیں۔ اسی سے میرا یہ تاثر کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں، وہ ختم ہو گیا اور میں نے ان کے ساتھ نمازیں پڑھنا شروع کر دیں۔ صرف ایک جو یہ موضوع ہے ختم نبوت کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو محبت ہے دل میں، وہ اس کو جوڑ لیتے ہیں ان کے آخری ہونے سے۔ یہ تصور ذہن میں تھا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانا جائے اور آپ کے بعد بھی نبی مانے جائیں تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف ہے۔ اس وجہ سے مجھے اس میں تردد ہوا، اس کے علاوہ باقی جتنی بھی باتیں تھیں، کسی میں بھی تردد نہیں ہوا۔ تو کچھ دیر مَیں اس بات پر متذبذب رہا لیکن اللہ تعالیٰ نے بعد میں اس بات پر بھی انشراح عطا فرمایا۔

کوئی ڈیڑھ سال کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ احمدیت سچی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے وہی امام ہیں جن کی بشارت اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دی تھی۔ لیکن میں ڈرتا تھا کہ اگر میں احمدی ہو جاؤں تو میرے والدین گھر سے نکال دیں گے، میں پڑھائی کیسے کروں گا اور میرے دوست مجھے کیا سمجھیں گے۔ میں نے سنا ہوا تھا کہ احمدی لالچ دیتے ہیں، اس لئے خیال آتا تھا سارے گاؤں والے یہ کہیں گے کہ اسے لالچ دیا ہے کہ ہم free پڑھائیں گے۔

خاکسار: کیا اس نتیجے پر پہنچنے تک آپ کی جماعت کے علماء سے بھی کوئی گفتگو ہوئی تھی یا صرف آپ کا عمومی تاثر ہی تھا؟

امیر صاحب: نہیں کسی عالم سے کوئی بات نہیں ہوئی لیکن جس طرح میں نے یہ عزم بیان کیا تھا کہ ربوہ قیام کے دوران میں سارے اجلاسات، ساری میٹنگز میں جاؤں گا۔ اس دوران دو جلسہ سالانہ ہوئے۔ میں گاؤں آتا تھا، والدین سے اجازت لے کر پھر واپس جا کر جلسہ سننے کے لئے چلے جایا کرتا تھا۔ بلکہ اپنے ساتھ اپنے گاؤں کے لوگوں اور رشتے داروں کو بھی ساتھ لے جاتا۔ میں سارے اجتماعات میں شامل ہوا۔ انصار کا اجتماع، خدام کا اجتماع، جو بھی میٹنگ کہیں ہوتی تھی اور مجھے اس کا پتا لگتا تھا میں ضرور شامل ہوا کرتا تھا۔ اسی طرح سے کتابیں اور پمفلٹس وغیرہ بھی میں اکٹھے کرتا تھا۔ پڑھا تو نہیں تھا اس زمانے میں زیادہ کیونکہ اپنی کالج کی پڑھائی زیادہ ہوتی تھی۔ لیکن میں نے انفارمیشن اکٹھی کر لی۔ مجھے یہ ڈر تھا کہ اگر میں احمدی ہو جاؤں تو میری تعلیم رک جائے گی اور دوسرا یہ کہ لوگ کیا کہیں گے۔ ایک ایک آدمی مجھے یہ کہے گا کہ اس کو لالچ دیا ہے۔ تو یہ ساری چیزوں کا مجموعی طور پر مجھ پر اتنا دباؤ تھا کہ میں نے سوچا کہ بیعت نہیں کروں گا اور دل میں اپنے آپ کو تسلی دی کہ ایمان کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، مَیں دل میں احمدی ہو جاتا ہوں، حضورؑ کو سچا مانتا ہوں۔ الفضل پڑھتا رہوں گا، جہاں موقع ہوا چندہ بھی دے دیا کروں گا لیکن میں نے اپنے آپ کو احمدی ظاہر

نہیں کرنا۔

خاکسار: یہ فیصلہ آپ نے کس سٹیج پر کیا؟

امیر صاحب: کوئی ڈیڑھ سال کے بعد جنوری، فروری 1962ء کی بات ہے۔

خاکسار: اور یہ سارا آپ نے جلسے، اجتماعات اٹینڈ کر کے اور اپنی پرسنل تحقیق کے بعد کیا بغیر کسی کی تبلیغ کے؟

امیر صاحب: جی مجھے کوئی ایسے تبلیغ نہیں کرتا تھا۔ میرے جو احمدی دوست تھے ہوسٹل میں خدام الاحمدیہ وغیرہ، ان کو چونکہ یہ علم تھا کہ یہ دلچسپی لیتا ہے اس لیے وہ مجھے ہر پروگرام کی اطلاع دے دیا کرتے تھے۔ جتنے بھی پروگرام ہوتے تھے جماعت کے وہاں ہوسٹل میں ان سب میں جایا کرتا تھا۔ سارے درس سنا کرتا تھا۔ تو میری معلومات کا ذریعہ یہی پروگرام تھے۔ لیکن کسی کے ساتھ تفصیلی کبھی بات چیت نہیں ہوئی۔ کیونکہ میرا کوئی سوال ہی ایسا نہیں تھا جس کی میں کسی سے تشریح مانگتا۔ مجھے خود بخود یہ خیال آتا تھا کہ حیرت ہے ہمیں پہلے کیوں نہ اس بات کا احساس ہوا۔ تو جب مَیں نے اپنے آپ کو تسلی دی کہ دل میں بس احمدی ہو جاؤں گا اور کسی کو بتاؤں گا نہیں۔ یہ ساری دنیا کو پیچھے لگانا کوئی ٹھیک بات نہیں۔ اس کے بعد مجھے تسلی ہوئی کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے امام کو بھی مان لیا ہے اور میں نے اپنے آپ کو کسی ابتلاء میں بھی نہیں ڈالا۔ تو یہ بات تھی مارچ اپریل کی۔ ہمارے ایف ایس سی کے امتحان ہونے تھے مئی میں۔ یہ 1962ء کی بات ہے تو 24/ اپریل کو میں نے اعلان سنا کہ شام کو دار الیمن میں ایک تربیتی اجلاس ہو گا، مغرب یا عشاء کے بعد تو میرے ذہن میں دو خیال آئے ایک تو یہ کہ ہمارے امتحان قریب ہیں اور پڑھائی کرنی ہے اور ایف ایس سی کے امتحان بڑے اہم ہوتے ہیں، اس کے رزلٹ پر ہی یونیورسٹی میں داخلہ ملتا ہے۔ دوسرا یہ کہ میں نے تو عہد کیا ہوا ہے کہ یہاں کوئی اجلاس، کوئی پروگرام ہو میں نے اس میں ضرور جانا ہے اور کوئی پروگرام نہیں چھوڑنا۔ تو یہی سوچ کر میں نے کہا کہ چلیں چلتے ہیں اللہ مالک ہے۔ میں میٹنگ میں جب گیا تو اس میں دو بزرگ مقررین تھے اور باقی معمول کے پروگرام تھے۔ ایک تھے مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔ اور دوسرے صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ ان دونوں کا جو خطاب تھا اگر اس کا میں خلاصہ بیان کروں تو وہ یہ تھا کہ بیعت کیوں ضروری ہے؟ اور اس میں دلیل یہ دی کہ اگر ہزار آدمی بھی ہیں اور ان کا کوئی امام نہیں ہے، انہوں نے یہ عہد نہیں کیا کہ انہوں نے کسی کی بات ماننی ہے، تو وہ ایک جماعت نہیں ہے بلکہ وہ ایک گروہ ہے۔ وہ ایک انبوہ ہے، وہ ایک بھیڑ ہے، وہ جماعت نہیں ہے۔ لیکن تین آدمی بھی ہوں اور ان کا ایک امام ہو تو وہ ایک جماعت ہے۔ اور اسلام ہمیں جماعت بننے کی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ فرض نماز بغیر جماعت کے نہیں پڑھ سکتے۔ ہم اپنے میں سے ایک امام بناتے ہیں اور پھر جس طرح وہ حرکت کرتا ہے اس کے ساتھ ہم حرکت کرتے ہیں۔ اسی طرح صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے بھی اسی موضوع پر مختلف انداز سے بات کی تو اس وقت میری ذہنی طور پر یہ کیفیت تھی کہ جس طرح ایک مجرم کٹہرے میں ہوتا ہے اور جج اسے یہ بتاتا ہے کہ تم نے یہ بھی قصور کیا ہے یہ بھی قصور کیا ہے اور اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔ میں زار و قطار رو رہا تھا دل میں۔ اور وہاں سے میں نکلا تو سیدھا آ کر ہمارے سپرنٹنڈنٹ ہوتے تھے چوہدری محمد علی صاحب، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔ وہ ہمارے ٹیچر تو نہیں تھے کیونکہ وہ فلاسفی پڑھاتے تھے اور میں سائنس پڑھتا تھا، لیکن وہ ہمارے سپرنٹنڈنٹ تھے اور ہمارے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے تھے۔ مجھے ذاتی طور پر بھی جانتے تھے۔ میں نے ان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس وقت رات کے دس بج چکے ہوں گے، گرمی کے دن تھے۔ اگر رات کے وقت کوئی سپرنٹنڈنٹ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو پہلا ردعمل یہ ہوتا ہے کہ کوئی گڑبڑ ہو چکی ہے۔ لڑکوں کی لڑائی ہو چکی ہے یا ہوسٹل میں کوئی خرابی ہو گئی ہے۔ وہ گھبرائے ہوئے باہر آئے اور مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ کیا بات ہوئی ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے بیعت کرنی ہے۔ تو کہنے لگے بیعت اس وقت، کیا ہوا ہے؟ پھر کہنے لگے کہ تمہیں والدین نے پڑھائی کے لیے بھیجا ہے۔ تمہاری ابھی عمر اتنی نہیں ہے کہ خود سے فیصلے کرو۔ تمہاری عمر پڑھائی کی ہے، اپنی پڑھائی کی طرف توجہ کرو۔ اس کے لیے وقت پڑا ہے۔ اس پر میں نے انہیں جواب دیا کہ نہیں میں اس پر کافی عرصے سے سوچ رہا ہوں اور آج میں نے یہ فیصلہ کیا ہے اور آج اگر آپ میری مدد نہیں کریں گے تو میں کسی اور کو جا کر کہوں گا۔ جب وہ مجبور ہو گئے تو انہوں نے مجھے بیعت فارم دیا اور پھر اسی وقت میں نے بیعت کر لی 24/ اپریل 1962ء کو۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح میری رہنمائی فرمائی۔

خاکسار: اس وقت جب آپ نے بیعت کر لی تو کیا آپ نے اپنے گھر والوں

پر ظاہر کر دیا کہ آپ نے بیعت کر لی ہے اور احمدی ہو گئے؟

امیر صاحب: اب اس وقت مجھے شرم آتی ہے کہ اِس وقت میرے اندر وہ جرأت نہیں ہے جو اُس وقت تھی۔ میں نے بیعت کرنے کے اگلے دن گھر خط لکھا۔ ہمارے گاؤں میں ایک زمیندار تھے جو پیر صاحب بن چکے تھے ان کو بابا کہتے تھے، بابا نصر اللہ خان۔ انہوں نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر تم قادیانی ہو گئے تو میرے مرید افغانی ہیں اور وہ پاکستان میں ہر جگہ ہیں۔ میں ان کو کہہ کر تمہیں قتل کروادوں گا۔ مرزائیوں کو تمہیں افریقہ بھجوانا پڑے گا مجھ سے بچانے کے لئے۔ یہ ان کی دھمکی تھی۔ میرے والدین بہت سادہ طبیعت کے تھے۔ انہیں مجھ پر بہت اعتبار تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ انہیں مجھ پر بہت حسن ظن تھا کہ یہ کوئی غلط کام نہیں کرے گا۔ لیکن پھر بھی یہ ڈر تھا کہ وہ اس بات کو پسند نہیں کریں گے۔ ہوسکتا ہے کہ مجھے کہہ دیں گھر نہ آؤ۔ اس لیے امتحان کے بعد جب چھٹیاں ہوئیں جون کے شروع میں تو مَیں گھر نہیں جا سکتا تھا۔ میں نے گھر خط لکھا کہ اس دوران ربوہ میں مَیں جماعت کو دیکھتا رہا ہوں اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمد یہ ہی حقیقی اسلام ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی امام مہدی ہیں۔ تو آپ اگر مجھے اجازت دیں گے تو میں گھر آؤں گا۔ یہ خط میں نے اپنے والدین کو لکھا۔

خاکسار: آپ نے لکھ دیا تھا کہ آپ نے بیعت کر لی ہے؟

امیر صاحب: جی ہاں! پھر میں نے ان بابا جی کو خط لکھا کہ میں آپ کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ ان کے دعوے کو دیکھیں اور وقت کے امام کو پہچانیں۔ اس وقت مجھے بالکل ڈر نہیں تھا کہ میرے والدین مجھے گھر سے نکال دیں گے یا میری پڑھائی کا کیا ہوگا۔ ہر قسم کا خوف اس وقت اللہ تعالیٰ نے دل سے نکال دیا۔ اس وقت گھر جا نہیں سکتا تھا تو کالج کا جو کوہ پیمائی کا کلب (Hiking Club) تھا، اس نے دو ہفتے کا کاغان جانے کا پروگرام بنایا ہوا تھا، تو میں ان کے ساتھ چلا گیا۔ واپس آیا تو سارا ہوسٹل خالی تھا صرف میں ایک اکیلا اور دوسرے سپرنٹنڈنٹ صاحب۔ میرا ایک دوست تھا قریبی گاؤں کا رہنے والا، اسے خط لکھا کہ میرے گھر جائے اور میری والدہ سے ملے اور طریقے سے ان سے میرے متعلق ان کے خیالات کا پتہ کرے۔ اس نے مجھے لکھا کہ اُن کو بہت ہی افسوس ہوا ہے لیکن تمہاری والدہ یہ کہہ رہی تھیں کہ اس نے جو بھی کیا ہے اسے گھر آنا چاہئے۔ اس پر پھر مجھے ہمت ہوئی اور میں گھر گیا۔ والد صاحب نے مجھ سے اس بارہ میں کوئی بات نہیں کی۔ یہ اظہار تھا اُن کی طرف سے ناراضگی کا، لیکن انہوں نے مجھ سے اور کوئی خاص بات نہیں کی۔ والدہ نے مجھ سے یہ کہا کہ تم نے یہ بہت بڑا فیصلہ کیا ہے۔ دین کا معاملہ بچگانہ نہیں ہوتا۔ اگر تم نے اسے سچا سمجھا ہے تو پھر اب پوری ہمت کے ساتھ نبھانا ہے۔ میرے چچا تھے انہوں نے کہا کہ تمہارے ساتھ اب ہمارا تعلق ختم ہو گیا ہے۔ تم ہمارے لیے مر گئے ہو۔ اسی طرح باقی رشتہ داروں نے بھی قطع تعلق کر لیا۔ گاؤں میں بھی جہاں سے میں گزرتا، عورتیں مجھے دیکھ کر ایک دوسرے کو کہتی تھیں کہ اسے ضرور کوئی لالچ دیا ہے کہ کوئی لڑکی دیں گے یا اسے یہ کہا ہوگا کہ ہم تمہیں پڑھائیں گے۔

ان باتوں کو سن کر بڑا دکھ ہوتا تھا اور دعا کرتا تھا کہ کوئی ایسا موقع ہو کہ لوگوں کو یہ پتہ چلے کہ میں نے کیا مانا ہے۔ اس کی تقریب یہ ہوئی کہ ہمارے ایک رشتے دار کا چھوٹی عمر کا بچہ فوت ہوا تو سب قبرستان گئے۔ وہاں ابھی قبر تیار ہونے میں دیر تھی تو وہاں بات شروع ہوئی۔ میں نے دعا کی کہ یہ مجھ سے کچھ پوچھیں اور میں جواب میں ان کو کچھ بتاؤں۔ وہاں جب بات شروع ہوئی تو میں نے کہا کہ آپ لوگ آجائیں میں آپ کو اس بات کا جواب دیتا ہوں لیکن مجھ سے معین سوال کریں۔ تو میرے چچا نے مجھ سے سوال کیا کہ سارے مسلمان یہ مانتے ہیں اور قرآن میں بھی یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر گئے ہیں اور وہیں سے واپس آئیں گے لیکن تم کہتے ہو کہ وہ فوت ہو گئے ہیں تو تم نے یہ بات کیسے مان لی؟ مجھے خدا تعالیٰ نے یہ موقع دیا کہ میں نے ان کے سامنے سورۃ المائدہ کے آخری رکوع کی تلاوت کی، اس کا ترجمہ پڑھا اور اس سے استدلال کر کے بتایا۔ اس وقت ہمارے گاؤں کے جو مولوی صاحب تھے، میرے چچا نے ان سے کہا کہ اس کو جواب دو تو وہ کہنے لگے کہ میں نے تیاری نہیں کی، یہ تو وہاں سے تیاری کر کے آیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ساری عمر آپ ہمیں یہ بتاتے رہے کہ قادیانی کافر ہیں اور یہ دو سال وہاں رہ کر آیا ہے تو اس کی بات کا آپ جواب نہیں دے سکتے۔ لوگوں نے مولوی صاحب کو کہا کہ تمہیں اس کا جواب دینا نہیں آیا تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ تم ایسی ہی غلط باتیں ہمیں جماعت کے بارہ میں بتاتے ہو۔ اس طرح اس دن اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تاثر جو تھا کہ مرزائی کوئی اور چیز مانتے ہیں وہ ختم ہو گیا اور اس دن ہمارے گاؤں کے لوگوں کو یہ پتا چل گیا کہ جو بھی ہم مانتے ہیں اسے قرآن کی رو سے مانتے ہیں۔

خاکسار: اس مجمع میں آپ کے والد صاحب بھی تھے؟

امیر صاحب: جی میرے والد صاحب، میرے چچا، میرے ماموں سب

تھے۔

خاکسار: تو جن لوگوں کو اس حقیقت کا ادراک ہوا کہ یہ سب قرآن کی رو سے مانتے ہیں، ان میں آپ کے والد بھی شامل تھے؟

امیر صاحب: جی ہاں!

خاکسار: آپ کے بھائی بھی تھے اس وقت؟

امیر صاحب: میرے بھائی چھوٹے تھے اس وقت۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ میری بیعت کے دو سال بعد سب سے پہلے میرے والد صاحب نے بیعت کی، پھر اس کے بعد میرے بہن بھائیوں میں سے جو جو بالغ ہوتے گئے وہ بیعت کرتے گئے۔ دلچسپ بات میری والدہ کے بارہ میں ہے۔ حالانکہ والدہ کے بارہ میں مجھے حسن ظن تھا کہ وہ سب سے پہلے بیعت کریں گی لیکن وہ بیعت نہیں کرتی تھیں۔ البتہ انہوں نے کبھی انکار نہیں کیا، کبھی کوئی بات جماعت کے خلاف نہیں کی۔ اگر کوئی بات جماعت کے خلاف کرتا تھا تو اس کا دفاع کرتی تھیں۔ ہمارے گھر میں جو جماعت کے مہمان آتے تھے، میری غیر موجودگی میں جو مربیان آتے تھے، ان کی عزت احترام مہمان نوازی سب کرتی تھیں۔

ان کو دیکھ کر ان سے باتیں کر کے کوئی شخص یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ وہ احمدی نہیں ہیں۔ لیکن بیعت نہیں کی ہوئی تھی۔ جب میں یہاں کینیڈا آیا اور جب مجھے پاسپورٹ ملا، تو پہلا کام میں نے والدہ سے جا کر ملنے کا کیا۔ اس وقت مجھے پتا چلا کہ وہ دل سے تو احمدی ہیں لیکن اس وجہ سے وہ بیعت نہیں کرتیں کہ اگر میں نے بیعت کر لی تو میں حج یا عمرہ کے لیے نہیں جاسکوں گی کیونکہ قادیانیوں کو حج پر نہیں جانے دیتے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے ایک چھوٹی بات کی وجہ سے ایک بہت بڑی بات رو کی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول کا تو یہ فرمان ہے کہ امام جب آئے تو ہر قسم کی روک کے باوجود اس کے پاس جاؤ اور اسے سلام کہو اس کی بیعت کرو۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ جیسے ہی ہمارے حالات ایسے ہوں گے ہم آپ کو حج یا عمرہ کروائیں گے لیکن آپ بیعت سے نہ رکیں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔

خاکسار: یہ کب کی بات ہے؟

امیر صاحب: یہ بات 1995ء کی ہے۔

خاکسار: آپ کی بیعت 1962ء کی ہے اور آپ کے والد کی دو سال بعد اور باقی بہن بھائی بھی اپنی اپنی عمر کے مطابق بیعت کرتے رہے لیکن والدہ کی تیس پینتیس سال بعد۔

خاکسار: آپ کے والد کو احمدیت کی طرف کس چیز نے پھیرا؟

امیر صاحب: والد صاحب جب مجھے دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ مجھے تم میں کوئی غلط بات نہیں نظر آتی، یہ مولوی کیوں کہتے ہیں کہ احمدی کافر ہیں۔ پھر میں انہیں ربوہ لے جاتا، جب جلسے ہوتے تھے یا اور کوئی مناسب موقع ہوتا تھا تو والد صاحب کو ساتھ لے جاتا تھا۔ جب میری شادی ہوئی تو میں اس موقع پر اپنے گاؤں کے ہر گھر سے ایک ایک آدمی بارات میں اپنے ساتھ ربوہ لے کر گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو ملاقات کا موقع دیا۔ اس کا بہت اچھا تاثر گاؤں کے افراد پر تھا۔ یہ حالات تھے 1969ء، 1970ء کے، جب کہ پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف وہ فضاء نہیں تھی جو آج کل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے والد صاحب پر مثبت اثر تھا اور حضرت میاں طاہر احمد صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) سے ملے تو انہیں یہ کہا کہ لال خاں تو اکیلا احمدی ہوا ہے، میرے ساتھ میرے بھائی اور، اور لوگ بھی ہوں گے۔ یہ اُن کی خواہش تھی لیکن جب انہوں نے بیعت کی تو میرے چچا اور میرے ماموں نے بیعت نہیں کی اور ابھی تک صرف میرے والد صاحب کی اولاد احمدی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیاوی لحاظ سے بھی ہمیں اپنے فضلوں سے نوازا ہے۔ وہ بھی ایک واضح نشان ہے۔ جو احمدی ہوا ہے وہ روحانی لحاظ سے بھی آسودہ حال ہے اور دنیاوی لحاظ سے بھی آسودہ حال ہے۔ میرے چچا کی اولاد آج بھی اسی حال میں ہے جس طرح وہ 1960ء میں تھے۔

خاکسار: آپ کی شادی پھر احمدی خاندان میں ہوئی؟

امیر صاحب: ظاہر ہے۔

خاکسار: وہ رشتہ کس نے تجویز کیا؟ کیا آپ پہلے سے جانتے تھے؟

امیر صاحب: نہیں، میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ میری شادی حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) کے ذریعے ہوئی۔ ایک فیملی تھی حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، آپ صحابی تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے۔ ان کی نواسی سے میری شادی ہوئی۔ وہ فیملی حضرت میاں صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) کی زیر کفالت تھی۔ بچوں کے والد عراق میں تھے۔ اچانک حرکت

قلب بند ہوجانے کی وجہ سے وہ فوت ہو گئے تو ان کی فیملی آہستہ آہستہ عراق سے واپس آئی۔حضرت میاں صاحب نے ان کے ٹھہرنے کا انتظام اپنے ساتھ والے مکان میں کیا۔ پھر بچیوں کی شادیاں وغیرہ کیں ۔ چونکہ میاں صاحب مجھے جانتے تھے اس لئے انہیں کی تحریک پر رشتہ ہوا۔ بلکہ اس حوالے سے ایک دلچسپ خواب بھی ہے۔

جب میں ہری پور ہزارہ میں تھا تو میرے دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کرے میری ایسی جگہ تقرری ہو جہاں میں کوہ پیمائی (Hiking) وغیرہ پر جا سکوں، تو آپ اندازہ کریں کہ سارے پاکستان میں سے ایبٹ آباد میں میری پہلی تقرری ہوئی اور پھر لمبا عرصہ میں ہری پور ہزارہ میں رہا۔ تو کبھی کبھی مجھے میاں صاحب کہا کرتے تھے کہ یہ تو تم نے خود مانگا ہے ،تم کوئی زیادہ اچھی چیز مانگ لیتے تم نے صرف کوہ پیمائی (Hiking) مانگی ہے۔ تو ہری پور میں جب مَیں تھا تو مجھے ایک خواب آیا۔ اس وقت میں ایبٹ آباد میں تھا اور میاں صاحب صدر خدام الاحمدیہ تھے تو میری خط وکتابت رہتی تھی۔ تو میں نے خواب یہ دیکھا کہ میاں صاحب نے مجھے کوئی ایسی چیز کھانے کے لیے دی ہے جو بہت لذیذ ہے اور اس کی لذت میں جاگنے کے بعد بھی محسوس کرتا ہوں۔ تو میں نے یہ خواب ان کو لکھا تو اس کا جواب یہ آیا کہ اس کی تو دو تعبیریں ہیں کہ ایک تو میں نے تمہیں قائد ضلع ہزارہ مقرر کیا ہے اس کی اطلاع تمہیں ایک دو دن میں مل جائے گی اور دوسرے یہ کہ تم اپنے کوائف مجھے بھجواؤ اب تمہاری شادی ہو جانی چاہئے تو اس طرح ان کے ذریعہ یہ رشتہ طے پایا۔

خاکسار: حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے ساتھ آپ کا تعارف کیسے ہوا تھا؟

امیر صاحب: تعارف اس طرح ہوا کہ میں جب ربوہ میں تھا تو ہماری خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نظریں اٹھتی تھیں ۔ ہمارے پرنسپل حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) تھے۔ بیعت کے بعد ان سے ذاتی تعلق اس وقت قائم ہوا جب انہیں پتا چلا کہ میں نے بیعت کی ہے۔ لیکن اس کے بعد جب انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں پڑھتا تھا تو ربوہ آنا جانا رہتا تھا،اس وقت بھی آپ سے ملتا تھا۔ خاندان کے جو دو نوجوان تھے ایک صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب اور دوسرے صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ،ان کو میں ضرور ملا کرتا تھا۔میاں صاحب کا جو تقریر کا انداز تھا وہ مجھے بہت اچھا لگا کرتا تھا، تو جب بھی ان کی کوئی تقریر ہوا کرتی تھی تو میں خط لکھا کرتا تھا کہ میں نے آپ کی یہ تقریر سنی ہے مگر یہ بات جو ہے واضح نہیں ہے وغیرہ، تو وہ مجھے ہنس کر کہتے تھے کہ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ کوئی آدمی تو غور سے سنتا ہے ،تو اس طرح میرا ان سے ایک تعلق تھا۔ خدام الاحمدیہ میں مجھے قائد بنایا تو اس وجہ سے بھی تعلق بنا رہتا تھا۔

خاکسار: امیر صاحب، ربوہ تشریف لے جانے کے بعد اور بیعت کے بعد کیا آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا؟

امیر صاحب: جی میں ربوہ ستمبر 1960ء میں گیا ہوں اور پہلا جلسہ جس میں مجھے شامل ہونے کی توفیق ملی وہ تھا دسمبر 1960ء میں۔ اس جلسہ میں حضور تشریف لائے ،حضور کا خطاب شروع ہوا، لیکن کمزوری کی وجہ سے حضور خطاب مکمل نہیں کر سکے۔ پھر وہ خطاب قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھ کر سنایا تو یہ پہلی بار پبلک میں مَیں نے حضور کو دیکھا۔ پھر جلسے کے موقع پر حضور چونکہ بیمار تھے تو باقاعدہ ملاقاتیں نہیں ہوتیں تھیں تو حضور لیٹے ہوتے تھے اور ہم پاس سے گزرتے جاتے تھے۔ یہ وہ دَور تھا۔

خاکسار: تو آپ کی حضور سے ذاتی ،پرسنل ملاقات نہیں تھی لیکن آپ نے انہیں قریب سے دیکھا ہوا تھا؟

امیر صاحب: جی میں نے انہیں قریب سے دیکھا ہوا تھا۔

خاکسار: امیر صاحب آپ کا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تعلق تھا ،اس حوالے سے کوئی ایسے دلچسپ واقعات جو آپ کو یاد ہوں اور ہمارے لیے بھی وہ ایمان افروز ہوں؟

امیر صاحب: حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دو تین باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

جب میں بیعت کے بعد اگلے دن جا کر ملا تو میں نے انہیں بتایا کہ اس طرح کل شام میں نے بیعت کی ہے اور یہ بھی عرض کیا جو چوہدری محمد علی صاحب نے مجھے کہا تھا کہ تمہیں والدین نے پڑھائی کے لیے بھیجا ہے، تمہاری ابھی عمر اتنی نہیں ہے کہ خود سے فیصلے کرو، تمہاری عمر پڑھائی کی ہے، اپنی پڑھائی کی طرف توجہ کرو، اس کے لیے وقت پڑا ہے۔ تو اس پر کہنے لگے کہ اگر تم میرے پاس آتے تو میں تمہیں کہتا کہ فوراً بیعت کرلو۔ چوہدری

صاحب کا اپنا نقطۂ نظر ہے وہ سمجھتے تھے کہ بچہ ہے ہوسکتا ہے کہ جذباتی طور پر جوش میں آ کر بیعت کر رہا ہو۔ لیکن مَیں اس کو غلط سمجھتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر نیکی کی کوئی تحریک ہے تو فوراً اس پر عمل ہونا چاہئے کیونکہ کچھ پتہ نہیں کہ اگلے لمحے شیطان انسان کو ورغلا دے۔ ایک انہوں نے یہ بات کہی اور دوسری بات انہوں نے یہ کہی کہ دیکھو احمدیت میں شامل ہو کر یہ مت سمجھنا کہ یہ کوئی پھولوں کی سیج ہے۔ یہ کانٹوں کا تاج ہے اس میں مشکلات ہوں گی، تو تیار ہو جاؤ مشکلات برداشت کرنے کے لیے۔ ایک دفعہ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ مجھے خط آیا کہ اتنے دن ہو گئے ہیں تمہارا کوئی خط نہیں ملا۔ چند دن قبل ہم تمہارے گاؤں کے پاس سے گزر رہے تھے تو ہم نے سوچا کہ لال خاں کا پتا کریں لیکن پھر ہمیں خیال آیا کہ پتا نہیں وہ یہاں ہے یا نہیں تو پھر ہم نہیں گئے۔ اس سے مجھے محسوس ہوا کہ ان کا کیا مقام ہے۔ ایک عام بچہ ہے گاؤں کا، اس کے بارہ میں اتنی شفقت ہے۔ پھر 1966ء یا 1967ء کا خدام الاحمدیہ کا اجتماع تھا، اس میں ہمارے جو مقابلے تھے اس میں میرا کوئی انعام آیا اور میں حضور سے انعام لینے کے لیے سٹیج پر گیا تو جب انعام دے دیا تو حضور فرماتے ہیں کہ اب تمہیں ایک اور انعام بھی ملنا چاہئے، اب تمہاری شادی بھی ہونی چاہئے۔ تو میں نے کہا حضور جس طرح آپ فرمائیں تو انہوں نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو فرمایا تھا کہ ان کے لیے کچھ تجویز کرو۔

خاکسار: تو اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی آپ کا تعلق رہا؟

امیر صاحب: حضورؒ کے ساتھ تو الحمدللہ بہت لمبا عرصہ تعلق رہا۔ آپ کے متعلق دلچسپ بات یہ ہے کہ آپ کو شوق ہوتا تھا مختلف چیزوں کو آزمانے کا، Scientific ذہن تھا۔ یعنی کوئی بھی خیال آیا تو He would do it to the last point۔ ایک وقت میں آپ پیراسائیکالوجی Study کر رہے تھے۔ پیراسائیکالوجی انسان کی دماغی صلاحیتوں کے غیر معمولی مظاہر پر بات کرتی ہے۔ تو ایک دفعہ مجھے کہتے ہیں کہ آؤ ہم تجربہ کریں ٹیلی پیتھی کا۔ میں سوچوں گا کوئی بات تمہیں کہنے کی، تو تم نے مجھے یہ بتانا ہے اگر تمہیں کوئی Strong Feeling ہو کہ میں تمہیں یہ بات کہہ رہا ہوں، تو تم مجھے لکھنا۔ انہی دنوں میں training کے لیے جاپان جا رہا تھا۔ تو یہ طے ہوا کہ وہ مجھے کوئی message بھیجیں گے اور انہیں confirm کروں گا کہ ہاں مجھے یہ message ملا ہے۔ چند دن بعد اچانک میاں صاحب کا خیال آیا تو feel ہوا کہ وہ مجھے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ میں نے وہ تاریخ، ٹائم وغیرہ لکھ کر بھجوایا تو دو ہفتے، تین ہفتے کے بعد خط کا جواب آیا کہ ہاں بالکل ٹھیک بات ہے میں نے اس دن یہ سوچا تھا کہ تمہیں یہ پیغام بھجواؤں۔ اس طرح کے تجربے ٹیلی پیتھی کے ہم کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اور کئی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ ان کی طبیعت کے کئی رخ ایسے ہیں کہ ان کے ذکر سے آپ کی یاد تازہ ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضورؒ کی ساری خدمات کو قبول فرمائے اور اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار: خلافت سے پہلے موجودہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آپ کو کوئی تعلق تھا؟

امیر صاحب: نہیں، میں حضور کو نہیں جانتا تھا۔ خاندان کے کچھ نوجوانوں کو جو میرے ساتھ کوہ پیمائی (Hiking) پر جاتے تھے ان کو تو میں جانتا تھا لیکن حضرت مرزا مسرور احمد صاحب میرے ذہن میں بالکل نہیں تھے۔ کیونکہ کبھی موقع نہیں ملا تھا ان کے ساتھ وقت گزارنے کا۔ پہلی دفعہ جب میرے بیٹے ناصر کی شادی ہوئی اور اس کے لیے میں پاکستان گیا تو بیگم صاحبہ ہیں وہ میری بیوی کی سہیلی رہی ہیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ یہ فیملی جب بغداد سے واپس آئی تو میاں صاحبؒ نے انہیں اپنے ساتھ والے گھر میں ٹھہرایا۔ تو اس وقت سے وہ تعلق تھا۔ اس وجہ سے بیگم صاحبہ کو دعوت دی تو صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب اپنی بیگم صاحبہ کو لے کر آئے تھے۔ لیکن میں اس وقت بھی ان سے مانوس نہیں تھا۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ یوکے پر جب شوریٰ ہوئی تو اس شوریٰ میں وہ بھی ایک ممبر تھے۔ میرا ان کے متعلق تاثر تھا کہ کم گو ہیں۔ اور اس کے بعد جب خلافت پر اللہ تعالیٰ نے متمکن فرمایا تو پھر پہلا تعارف ہوا۔

خاکسار: آپ خلافت کمیٹی کی میٹنگ میں ملے ہوں گے؟

امیر صاحب: نہیں، میں ممبر نہیں تھا، لیکن اس موقع پر ہم گئے ہوئے تھے، پھر جب اعلان ہوا تو اس وقت پھر ملاقات ہوئی۔

خاکسار: اس کے بعد پھر آپ کا ملنا جلنا ہوا؟

امیر صاحب: جی ہاں، اس کے بعد تو پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور سے ملنا جلنا رہا۔

خاکسار: جزاک اللہ امیر صاحب! آپ جماعت کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے احمدیت کے بارہ میں؟ جس طرح آپ کی احمدیت کی اپنی تاریخ ہے کہ کس

طرح احمدیت کی سچائی کو پہچانا اور احمدیت قبول کی تو پھر آپ کو احمدیت نے کیا دیا۔ اس کے بارہ میں آپ نوجوانوں کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

امیر صاحب: اس بارہ میں مَیں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ احمدیت کے نتیجے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میری محبت میں اضافہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کی سمجھ کے بارہ میں بھی بہت اضافہ ہوا۔ ایک بات اگر کہنا چاہوں وہ یہ ہے کہ اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، وہ موجود ہے۔ وہ ہم سب سے پیار کرتا ہے۔ اور ایک مومن پر کبھی بھی ایسا موقع نہیں آنا چاہئے کہ وہ مایوس ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اس کے سامنے ساری اپنی مشکل رکھ کر پھر انسان بھول جائے۔ میں نے اپنی زندگی میں دیکھا ہے کہ جب بھی کوئی مشکل پیش آئی ہے جب نظر آتا تھا کہ کچھ نہیں ہوسکتا تو دعا کی اور معاملہ اللہ کے سپرد کیا، اس کے بعد ایک اطمینان اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اور اگر ایک ہی بات کہنی ہو تو یہ کہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بہت ہی پیار کرنے والا ہے۔ ہم اس کی قدر نہیں کرتے، ہم اس کے احسانات کا شکر ادا نہیں کرتے۔ یہ ہے میرا پیغام جماعت کے احباب کے لئے جو میری بات سن رہے ہیں کہ میری زندگی کا ایک سبق ہے جس کا میں آپ سے ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت پیار اور شفقت اور عفو فرمانے والا ہے۔ ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئے۔

خاکسار: امیر صاحب قبولیتِ دعا کا کوئی ایمان افروز واقعہ اگر اس وقت آپ کو یاد ہو تو وہ بھی بیان کر دیں جماعت کے نوجوان ممبرز کے لئے۔

امیر صاحب: یہ تو اتنی باتیں ہیں اور اب تو وہ اتنی معمول کی ہوگئی ہیں کہ میرے لئے وہ اتنی عجیب بات نہیں۔ مثال کے طور پر جب مجھے کوئی ایسی پریشانی پیش آتی ہے اور سمجھ نہیں آتا کہ کیا کیا جائے تو بس دعا کر کے میں اس چیز کو بھولنے کی کوشش کرتا ہوں اور اس کے بعد خود بخود حالات ایسے ہوجاتے ہیں کہ وہ مسئلہ ہی نہیں رہتا اور اس کا مجھے بارہا تجربہ ہوا ہے کہ اب اس کو میں غیر معمولی بات نہیں سمجھتا۔

ایک واقعہ جو میں بتانا چاہتا ہوں وہ یہ بھی ہے کہ جب انسان پریشان ہو کر دعا کرتا ہے تو وہ دعا ضرور قبول ہوجاتی ہے، یعنی مضطر کی دعا۔ جب بنگلہ دیش بنا تو اس سے پہلے میری پوسٹنگ چٹاگانگ میں تھی تو میری فیملی بھی وہاں تھی۔ جب حالات خراب ہوگئے اور پتا لگ رہا تھا کہ سقوط ڈھاکہ ہوجائے گا تو اس وقت چٹاگانگ میں تین احمدی تھے۔ چوہدری محمد احمد صاحب شاید آپ جانتے ہوں پہلے وِنی پیگ (Winnipeg) میں رہتے تھے۔ وہ تھے، میں تھا اور ایک عبدالرحمان صاحب تھے یونائٹڈ بنک کے مینیجر۔ تو ہم دونوں کی فیملیز تھیں۔ ان کی بیگم، میری بیوی اور دو بچے تھے۔ ہمیں پتا لگا کہ پاکستان جانے والے جو ہوائی جہاز ہیں وہ بند ہونے والے ہیں اور کل ڈھاکہ سے آخری کمرشل فلائٹ جائے گی۔ چٹاگانگ سے ڈھاکہ کے لئے کمرشل فلائٹ بند ہوچکی تھی۔ ہمیں سمجھ نہ آتی تھی کہ ہم ان کو کیسے پاکستان بھیجیں۔ ہم تو جا نہیں سکتے تھے کیونکہ ڈیوٹی تھی لیکن بچوں کو بھجوانا ضروری لگ رہا تھا۔ اب یہ سوچ کر کہ اللہ تعالیٰ کوئی طریقہ نکال دے گا۔ ہم ائیر پورٹ چلے گئے وہاں پر صدیقی صاحب مینیجر تھے۔ چٹاگانگ ائیر پورٹ پر ان کو بتایا کہ اس طرح بچوں کو بھیجنا چاہتے ہیں کوئی صورت ہوسکتی ہے تو وہ کہنے لگے کہ نہیں ساری کمرشل فلائٹس بند ہوگئی ہیں۔ تو بالکل جس طرح انسان مایوس ہوجاتا ہے کوئی صورت نظر نہ آتی تھی اور یہ سوچ کر کہ ان حالات میں اگر چٹاگانگ پر فوج آ کر قبضہ کرتی ہے تو کیا ہوگا۔ تو شدید اضطرار والی کیفیت تھی اور کچھ سمجھ نہ آتا تھا کہ کیا کریں۔ ایک منزلہ عمارت چٹاگانگ ائیر پورٹ کی تھی، ہم پریشان ہو کر اس کی اوپر والی منزل پر چلے گئے۔ پچھلے پہر کا وقت تھا تو اچانک دیکھا کہ ایک چھوٹا جہاز آیا ہے لینڈ کیا ہے اس میں سے تین چار آدمی نکلے ہیں ان کے ساتھ ایک دو اور وردی والے فوجی تھے تو مَیں نے نیچے جا کر صدیقی صاحب سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ گورنر آف ایسٹ پاکستان دورہ پر آئے ہوئے ہیں۔ کوئی آدھے پونے گھنٹے بعد وہی گروپ واپس آیا اور وہ سب چھوٹے جہاز پر بیٹھ گئے، ہم اوپر چھت پر بیٹھے یہ سب دیکھ رہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ پائلٹ نے انجن سٹارٹ کیا تو انجن سٹارٹ نہیں ہوا، پانچ چھ بار اس نے کوشش کی لیکن جہاز کا انجن سٹارٹ نہیں ہو رہا تھا۔ تو وہ لوگ پھر نیچے اترے اور بلڈنگ میں آگئے۔ صدیقی صاحب نے بتایا کہ یہ جہاز سٹارٹ نہیں ہوا اور اب انہوں نے درخواست کی ہے کہ ڈھاکہ سے ایک اور جہاز آ کر ان کو لے کر جائے۔ چنانچہ ایک گھنٹے کے بعد وہ جہاز پہنچ گیا وہ اس میں بیٹھے اور چلے گئے۔ جب وہ اڑ گئے تو پرانے جہاز والے پائلٹ نے دوبارہ کوشش کی تو وہ جہاز سٹارٹ ہوگیا۔ میں بھاگا ہوا صدیقی صاحب کے آفس میں گیا اور ان سے کہا کہ اگر اس نے جانا ہے تو یہ ہمارے بچوں کو لے کر جائے۔

(بقیہ صفحہ 38)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترمہ امۃ المجیب مرزا صاحبہ وفات پا گئیں

نہایت افسوس کے ساتھ احباب جماعت کو اطلاع دی جاتی ہے کہ 11/اکتوبر 2024ء کو محترمہ امۃ المجیب مرزا صاحبہ اہلیہ مکرم محمد افضل اعوان صاحب پیس ویلج جماعت 87 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

14/ اکتوبر 2024ء کو ایوان طاہر میں پونے چھ بجے مرحومہ کا چہرہ دکھایا گیا۔ کثیر تعداد میں احباب جماعت نے مرحومہ کے اعزا و اقارب سے تعزیت کی۔ مسجد بیت الاسلام میں نماز مغرب کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مرحومہ کی خدمات کا ذکر خیر فرمایا اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے روز 15/ اکتوبر کو گیارہ بجے سینٹ پال قبرستان پائن ویلی میں تدفین ہوئی اور مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ تجہیز و تکفین میں کثیر تعداد میں دوست احباب شریک ہوئے۔ جرمنی سے مرحومہ کے دونوں بھائی مکرم لمعات مرزا صاحب اور مکرم اکرام مرزا صاحب شریف لائے اور شریک ہوئے۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم مرزا برکت علی صاحب مرحوم آف ابادان، ایران کی صاحبزادی اور حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نواسی تھیں۔ ہمدرد اور بزرگ خاتون تھیں۔ ماشاء اللہ یہ بہت بڑا گھرانہ ہے۔ انہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے زیر سایہ تعلیم و تربیت پائی اور ان کی دعاؤں سے وافر حصہ لیا۔ ایں سعادت بزور بازو نیست!

نہایت مخلص، نرم دل، فیاض، ملنسار، مہمان نواز، ہمدرد بزرگ خاتون تھیں۔ حاجت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ہمیشہ مستعد رہتیں۔ مالی قربانیوں میں پیش پیش تھیں۔ اپنے بزرگوں اور مرحومین کی طرف سے عطیات پیش کیا کرتی تھیں۔ آپ نے پی ڈبلیو ڈی کالونی اسلام آباد میں ایک قطعہ اراضی جماعت احمدیہ کو پیش کیا تھا۔

مرحومہ، اپنی چھوٹی ہمشیرہ محترمہ امۃ اللطیف ملک صاحبہ اہلیہ مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کے ہاں قیام پذیر تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترم امیر صاحب کی اہلیہ صاحبہ کو ان کی بڑے اخلاص، محبت اور فدائیت کے ساتھ غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

پسماندگان میں شوہر مکرم محمد افضل اعوان صاحب پاکستان، تین بھائی مکرم حسنات مرزا صاحب پاکستان، مکرم لمعات مرزا صاحب اور مکرم اکرام مرزا صاحب جرمنی اور دو بہنیں محترمہ امۃ الجمیل کھوکھر صاحبہ پاکستان اور محترمہ امۃ الطیف ملک صاحبہ اہلیہ مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا یادگار چھوڑی ہیں۔

ادارہ مرحومہ کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے جملہ لواحقین اور اعزا و اقارب کو صبر جمیل بخشے۔ اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔ آمین!

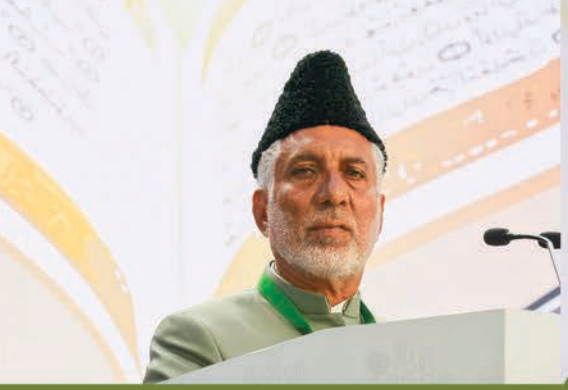

تقریر جلسہ سالانہ کینیڈا 2024ء

قسط دوم

دورِ حاضر میں دعا کی طاقت کے نظارے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے متبعین کی قبولیتِ دعا کے اعجازی واقعات

مکرم مولانا عبد السمیع خان صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا

• 2004ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نائیجیریا سے بینن پہنچے تو عصر کا وقت تھا۔شدید موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ بارش کی وجہ سے نماز پڑھنا محال تھا۔ یہاں بارش شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے جاری رہتی ہے۔حضور باہر تشریف لائے تو امیر صاحب نے عرض کیا کہ بارش کی وجہ سے مشکل ہو رہی ہے۔حضور انور نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا دس منٹ بعد نماز پڑھیں گے۔ابھی دو تین منٹ ہی گزرے تھے کہ بارش تھم گئی۔آسمان صاف ہو گیا۔ اور دھوپ نکل آئی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔سالانہ نمبر،28 دسمبر 2015ء، صفحہ 43)

حضرات!یہ دعا کی طاقت تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا ایک ثمر حضرت مولانا غلام رسول راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔جن کی حیاتِ قدسی واقعہ میں ایک قدسی کی سوانح ہے۔ان کو 9 دفعہ رویا میں خدا تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی۔ (حیاتِ قدسی۔جلد 3،صفحہ 54)

خدا تعالیٰ کی طرف سے دعاؤں کا فوری جواب ان کے ساتھ خاص شفقت تھی۔ بیعت سے پہلے رؤیا میں 11۔انبیاء کرام نے انہیں گڑھے سے نکالا اور پھر رؤیا میں رسول اللہ ﷺ کے لشکر میں شمولیت کی اور جس کے دامن میں جبریل امین نے 14ویں کا چاند ڈال دیا۔

(حیاتِ قدسی۔جلد اول،صفحہ 9-11)

ان کی آپ بیتی حیاتِ قدسی میں بیسیوں واقعات کا ذکر ملتا ہے کہ تبلیغی جلسوں سے پہلے بارش ہونے لگی تو مولوی صاحبؓ کی دعاؤں سے رک گئی اور پھر انہی بادلوں نے مخالفین کے جلسوں میں تباہی مچا دی۔

• حضرت مولوی غلام رسول راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک گاؤں میں تبلیغ کے لئے گئے تو وہاں کے مولوی محمد عالم نے ان کو قتل کرنے کے لئے ایک آدمی جیون خان کو مقرر کر دیا راجیکی صاحبؓ کو معلوم ہوا اور دعا کی تو الہام ہوا تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ ۔مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ۔(سورۃ لھب 111:2-3) چند دن بعد محمد عالم کو ایک بد اخلاقی کی بنا پر مسجد کی امامت سے علیحدہ کر دیا گیا۔جیون خان ایک خطرناک بیماری کا شکار ہو گیا اور مولوی راجیکی صاحبؓ سے گڑگڑا کر معافی مانگی۔وہ صحت یاب ہو گیا۔مگر مولوی محمد عالم کو خدا نے اس طرح پکڑا کہ اس کا جسم بالکل سیاہ ہو گیا اور اسی بھیانک مرض میں کوچ کر گیا۔

(حیاتِ قدسی۔جلد اول،صفحہ 26)

دعا نے مخالفت کی آندھیوں کے آگے بھی بند باندھ دیئے۔

• 1934ء میں جب احراری حکومت برطانیہ کو ساتھ ملا کر قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کی فکر میں تھے۔حضرت مصلح موعود رضی تعالیٰ عنہ کے خدا نے اس کی دعائیں سن کر ان کے پاؤں تلے سے زمین نکال دی۔

• 1953ء میں جب ہر طرف آگ لگائی جا رہی تھی۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرا خدا میری مدد کے لئے دوڑا چلا آتا ہے۔

• اور یہ ہمارا چشم دید واقعہ ہے کہ جب عالم اسلام کے 72 فرقے مل کر 1974ء میں جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے باہر نکالنے اور اس کے ہاتھ میں کشکول پکڑانا چاہ رہے تھے۔ خدا مرزا ناصر احمدؒ کو تسلی دے رہا تھا کہ وسع مکانک انا کفیناک المستھزئین تم اپنے مکانات اور مقامات کو وسعت دو۔تمسخر کرنے والوں کا بندوبست خود کریں گے۔ پھر ہم نے ان تمسخر کرنے والوں کو پھانسی پر جھولتے اور ہواؤں میں جلتے دیکھا۔میں نے خود حضور کی زبان مبارک سے سنا 53 گھنٹے 10 منٹ مجھ پر اسمبلی میں جرح ہوئی اور 53 گھنٹے 10 منٹ میں نے خدا کے فرشتوں کو اپنے پہلوؤں پر کھڑا پایا۔

• 1974ء میں احباب جماعت جن دکھوں سے گزر رہے تھے،ان میں ان کا محبوب خلیفہ بھی ساتھ تھا،حضور کئی کئی راتیں مسلسل جاگ کر دعاؤں میں گزارتے۔ مجھے صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نے بتایا کہ ان دنوں وہ پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔ ایک دن گوجرانولہ سے امیر صاحب ضلع نے فون کیا کہ حضور کو اطلاع کر دیں کہ سب احمدی ایک جگہ اکٹھے ہیں،دشمن نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے،حضور دعا کریں،حضور دعا میں لگ گئے۔تھوڑی دیر بعد فون آیا کہ خطرہ اور بڑھ گیا ہے۔کچھ دیر بعد فون آیا کہ حضور کی خدمت میں ہمارا

آخری سلام قبول ہو کیونکہ اب بچنے کی کوئی صورت نہیں، حضور جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور قریبی کمرہ میں جا کر سجدہ میں گر گئے اور جب کافی دیر بعد اٹھے، تو فون آیا کہ خطرہ ٹل گیا ہے اور سب احمدی خیریت سے ہیں۔ اس طرح خلافت کی بے قرار دعائیں موت کے منہ سے کھینچ لاتی ہیں۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 23 اکتوبر 2023ء)

- جب ساری حکومتی مشینری اور ایجنسیاں حضرت مرزا طاہر احمدؒ کو پکڑنے کے لئے سرگرم عمل تھیں خدا نے اسے حفاظت کے ساتھ ہجرت کی بشارت دی جماعت کی دوسری صدی کے آغاز پر اسے السلام علیکم کا تحفہ دیا اور آج مسرور کی دعائیں دنیائے احمدیت بلکہ کل عالم کے لئے امن کا تعویذ ہیں خلافت خامسہ کے آغاز کے وقت ایم ٹی اے کا ایک چینل تھا آج 8 چینل اور 25 ریڈیو سٹیشن ہیں۔

- حضرت میاں اللہ دتہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دعا کی درخواست کی کہ میرا والد سلسلہ کا سخت مخالف ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ تم دعاؤں میں لگے رہو اور ہم بھی دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔ والد صاحب نے بعد ازاں سخت مخالفت کی، سولہ سال برابر مخالفت پر اڑے رہے۔ مگر میں دعا متواتر کرتا رہا۔ ایک دفعہ جلسہ پر جانے کے لئے میں نے ان کو تحریک کی چنانچہ والد صاحب جلسہ پر آ گئے اور جلسے کے دوران میں بیعت کر لی۔

(رجسٹر روایات نمبر 3۔ صفحہ 61)

حضرات! یہ دعا کی طاقت تھی۔

- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یہ عجیب بات ہے کیا کوئی اس بھید کو سمجھ سکتا ہے کہ ان لوگوں کے خیال میں کاذب اور مفتری اور دجال تو میں ٹھہرا۔ مگر مباہلہ کے وقت میں یہی لوگ مرتے ہیں۔... میاں معراج دین لکھتے ہیں کہ ایسا ہی کریم بخش نام لاہور میں ایک ٹھیکہ دار تھا وہ سخت بے ادبی اور گستاخی حضور کے حق میں کرتا تھا اور اکثر کرتا ہی رہتا تھا میں نے کئی دفعہ اس کو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر جوانی کی عمر میں ہی شکار موت ہوا۔

- حافظ سلطان سیالکوٹی نے ارادہ کیا تھا کہ سیالکوٹ میں حضور کی سواری گزرنے پر آپ پر راکھ ڈالے آخر وہ سخت طاعون سے 1906ء میں ہلاک ہوا اور اس کے گھر کے نو یا دس آدمی بھی طاعون سے ہلاک ہوئے۔ حکیم محمد شفیع جو بیعت کر کے مرتد ہو گیا تھا اور سیالکوٹ کے محلہ لوہاراں کے لوگوں کے ساتھ مخالفت میں شریک ہو گیا۔ وہ بھی طاعون کا شکار ہوا اور اس کی بیوی اور اس کی والدہ اور اس کا بھائی سب یکے بعد دیگرے طاعون سے مرے اور اس کے مدرسہ کو جو لوگ امداد دیتے تھے وہ بھی ہلاک ہو گئے۔

- مرزا سردار بیگ سیالکوٹی جو اپنی گندہ زبانی اور شوخی میں بہت بڑھ گیا تھا ایک دن اس نے شوخی سے جماعت احمدیہ کے ایک فرد کو کہا کہ کیوں طاعون طاعون کرتے ہو ہم تو تب جانیں کہ ہمیں طاعون ہو پس اس سے دو دن بعد طاعون سے مر گیا۔

- مولوی رشید احمد گنگوہی پہلے اندھا ہوا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا اور بعض دیوانہ ہو کر مر گئے جیسا کہ مولوی شاہ دین لودھیانوی اور مولوی عبد العزیز اور مولوی محمد اور مولوی عبد اللہ لودھیانوی جو اول درجہ کے مخالف تھے تینوں فوت ہو گئے ایسا ہی عبد الرحمن محی الدین لکھوکے والے اپنے اس الہام کے بعد کہ کاذب پر خدا کا عذاب نازل ہو گا فوت ہو گئے۔....

- حضور فرماتے ہیں میں نے اپنی کتاب نور الحق کے صفحہ 35 سے صفحہ 38 تک یہ پیشگوئی لکھی ہے کہ خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ رمضان میں جو خسوف کسوف ہوا، یہ آنے والے عذاب کا ایک مقدمہ ہے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ملک میں ایسی طاعون پھیلی کہ اب تک تین لاکھ کے قریب لوگ مر گئے۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 8 23۔239)

- عبد العزیز صاحب پٹواری سیکھواں کو طاعون کے دنوں میں بخار ہو گیا اور گلٹی بھی نکل آئی۔ پھر حضور کی دعا سے شفایاب ہو گئے۔

(سیرۃ المہدی۔ روایت نمبر 1296)

- میانی میں ایک صحابیہ کے بچے اسحاق کو 2 سال کی عمر میں طاعون کی گلٹیاں نکل آئیں۔ حضور کو دعا کے لئے لکھا اور لڑکا ٹھیک ہو گیا۔

(سیرۃ المہدی۔ روایت 1348)

- جرمنی کے ایک احمدی بیان کرتے ہیں کہ آج سے 45 سال قبل میرے سینے کی ہڈی میں درد اٹھا۔ بہت علاج کروایا۔ لیکن کوئی فرق نہیں پڑا۔ بالآخر ڈاکٹرز نے مجھے لاعلاج قرار دے دیا۔ اسی دوران 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ جرمنی تشریف لائے تو میں نے اپنی تکلیف بتادی اور کہا کہ ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا ہے۔ اس پر حضور نے بڑے پُرجلال انداز میں فرمایا کون کہتا ہے کہ آرام نہیں آ سکتا۔ پھر حضورؒ نے میری قمیض کا ایک بٹن اپنے دستِ مبارک سے کھولا اور فرمایا ہم دعا کریں گے چنانچہ وہ صاحب بتاتے ہیں کہ آج اس واقعہ کو 35 سال ہو چکے ہیں اور میری یہ حالت ہے کہ جیسے یہ تکلیف مجھے کبھی ہوئی نہ تھی۔ حضرات! یہ دعا کی طاقت تھی۔

- ڈھاکہ بنگلہ دیش میں ایک صاحب زیرِ تبلیغ تھے اور وہ شوق سے ہمارا لٹریچر پڑھنے لگے۔ اس دوران ان کی آنکھوں کو ایک ایسی بیماری ہو گئی کہ ڈاکٹروں نے یہ کہہ دیا تمہاری آنکھوں کا نور جاتا رہے گا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ اس کا حال جب اس کے غیر احمدی دوستوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے طعن و تشنیع شروع کر دی

اور کہا احمدیوں کی کتابیں پڑھنے کی سزا تمہیں مل رہی ہے۔ احمدی دوست نے کہا خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو دعا کے لئے لکھتا ہوں۔ چنانچہ چند دن کے اندر اندر ان کی آنکھوں کی کایا پلٹنی شروع ہوئی اور دیکھتے دیکھتے سب نور واپس آ گیا۔ جب دوسری مرتبہ وہ ڈاکٹر کو دکھانے گئے تو ڈاکٹر نے کہا اس خطرناک بیماری کا کوئی بھی نشان میں باقی نہیں دیکھتا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 27 دسمبر 2003ء)

- ڈاکٹر سید برکات احمد صاحب امریکہ میں مثانہ کے کینسر سے بیمار تھے۔ امریکہ میں آٹھ گھنٹے کا آپریشن ہوا جو ناکام ہو گیا اور ڈاکٹروں نے چار سے چھ ہفتے کی زندگی بتائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی اور حضورؒ کی دعا سے انہوں نے چار سال تک فعال علمی اور تحقیقی زندگی گزاری۔ ڈاکٹر ان کی زندگی اور فعال علمی و تحقیقی زندگی پر حیرت زدہ تھے اور برکات صاحب بتاتے کہ ہمارے روحانی پیشوا کی دعائیں خدا تعالیٰ نے سنیں تو ڈاکٹر سر ہلا کر کہتے، ہاں! معجزہ ہے معجزہ ہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 9 دسمبر 2000ء)

- حضرت چودھری غلام محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:

’’میں ایک گاؤں میں عرصہ تک رہا۔ تبلیغ کرتا مگر کوئی اثر نہ ہوا، آخر خدا نے ان لوگوں کو آن پکڑا۔ یوں ہوا کہ دریا زمین کو گرانے لگا۔ زمین بہت زرخیز تھی۔ نقصانات کو دیکھ کر لوگ تڑپ رہے تھے، میں نے لوگوں کو قادیان جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا کرانے کی تحریک کی۔ آخر دو آدمی میرے پاس آئے کہ ہمیں دعا کے لئے خط لکھ دو۔ وہ لے کر چلے گئے۔ قادیان جا کر حضور کو خط دیا اور زبانی بھی عرض کیا کہ حضورؓ ہمارے لئے دعا کریں۔ حضورؓ نے فرمایا کہ جب میں نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں آیا کروں اونچی آواز سے ضرور یاد کرا دیا کرنا۔ ظہر، عصر، مغرب، عشاء ان کے لئے دعا ہوئی۔ وہ رات کو سو گئے۔ ان کو دریا سے بچاؤ کی اطلاع خواب کے ذریعے مل گئی۔ فجر کی نماز کے لئے وہ مسجد میں آئے تو حضورؓ کو اپنا خواب سنایا۔ واپس پہنچے۔ تو لوگوں نے کہا کہ جس وقت کی تم بات کرتے ہو اس لمحے سے معمولی مٹی بھی دریا نے نہیں گرائی۔ پھر سارا گاؤں میرے مکان پر آ گیا۔ اور کہا کہ تم حضورؓ سے عرض کرو کہ ان کی دعا کے طفیل دریا نے مٹی گرانی بند کر دی ہے۔ اب یہ دعا کریں کہ دریا ہم سے دور چلا جائے۔ میں نے سب گاؤں کے انگوٹھے لگوا کر حضور پُرنور کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست کی۔ تھوڑے دنوں بعد دریا نے پلٹا کھایا اور ان کی زمینیں چھوڑ کر تین میل پیچھے ہٹ گیا۔

(حضرت چوہدری غلام محمد خانؓ گرداور اور قانونگو، صفحہ 31-32)

حضرات! یہ دعا کی طاقت تھی۔

- نومبر 1945ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں کے ساتھ حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب اپنی اہلیہ اور گیارہ سالہ بیٹے کے ہمراہ قادیان سے سیرالیون روانہ ہوئے۔ تین ماہ کے عرصہ میں نائیجیریا پہنچے۔ 19/فروری 1946ء کو سیرالیون جانے کے لیے لیگوس کی بندرگاہ پہنچے۔ ان کا بیٹا شدید بیمار تھا۔ ڈاکٹر نے جب اس کا ٹمپریچر لیا تو اس نے مولانا صاحب سے کہا کہ میں اس بچے کو سفر کی اجازت نہیں دے سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس سفر میں مر جائے اور جہاز میں ہمارے پاس کولڈ اسٹوریج یعنی سرد خانہ نہیں ہے، اسے صرف اس صورت میں لے جانے کی اجازت دے سکتا ہوں جب آپ اس دستاویز پر دستخط کریں کہ اگر وہ جہاز میں ہی مر جائے تو اس کی لاش کو سمندر میں پھینک دیا جائے۔ بچے کی ماں تڑپ اٹھی!! اور کہنے لگی: اگلا جہاز لے لیں گے۔ مگر دعاؤں سے معمور مولانا نے دستخط کر دیئے پھر فرمایا: اگر وہ مر جائے تو اسے سمندر میں پھینک دو، لیکن اسے کچھ نہیں ہو گا۔ وہ گیارہ سالہ بچہ مولانا مبارک احمد نذیر صاحب تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ان کے کانوں میں ان کے والد کی یہ آواز آج بھی گونجتی ہے۔ وہ 87 سال زندہ رہے اور جماعت کی خدمت کرتے رہے۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 4 دسمبر 2023ء)

- ربوہ کا قیام خود خدا کی ہستی اور دعا کی طاقت کا زبردست نظارہ ہے۔ سرکاری لوگوں نے کہہ دیا کہ یہاں میٹھا پانی تو کجا کھارا پانی بھی نہیں نکل سکتا۔ دعاؤں نے ربوہ کی بنجر سرزمین سے پانی نکالا اور اسے گل و گلزار بنایا۔ ربوہ کی بربادی کی کوششیں آج بھی جاری ہیں مگر ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ بستی کبھی برباد نہیں ہو گی۔ دعاؤں نے دو، دو آنے چندہ دینے والوں کے گھر بھر دیئے۔ دعا نے ڈسکہ کے ظفر اللہ خانؓ اور جھنگ کے ڈاکٹر عبد السلام کو عالمی شہرت بخشی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے خلفاء سے مباہلہ کرنے والے مارے گئے اور چیلنج کرنے والے ذلیل ہو گئے۔

- وہ دعا ہی تھی جس نے خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتنوں پر تسلط بخشا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عالمگیر تبلیغ اسلام کی مہم میں کامیاب کیا۔ ذیلی تنظیمیں بنوائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو قومی اسمبلی پاکستان میں دشمنوں کو مسکت جواب دینے کی توفیق دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ عالمی بیعت کی بنیاد ڈالی۔ جس نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ذریعہ احمدیت کو 213 ملکوں میں پہنچا دیا۔ دعا ہی نے پہلے ربوہ پھر مسجد بیت الفضل لندن اور اب اسلام آباد کو مرکز احمدیت بنانے کی توفیق دی۔ حضرت مصلح موعود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخبار الفضل جاری کرتے ہوئے دعا کی تھی کہ اے اللہ! اس کا فیض لاکھوں نہیں کروڑوں تک وسیع کر! آج الفضل کا فیض واقعی کروڑوں تک وسیع ہو گیا ہے۔

- حضرت مولاداد خان صاحبؓ کے بھائی بہت بیمار ہو گئے۔ وہ اس وقت احمدی نہیں تھے۔ ڈاکٹر نے کہا کوئی علاج نہ کرواؤ خواہ مخواہ پیسہ برباد کر رہے ہو، اس کی موت یقینی ہے۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خط لکھا اور اس میں لکھا کہ یہ حال ہو گیا ہے اب تو کسی قسم کی امید ہی نہیں رہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً تحریر فرمایا: اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ ہم دعا کریں گے تم بھی دعا کرو، ان شاء اللہ صحت ہو جائے گی۔ اس خط کے دوسرے دن میں نے دیکھا کہ ان کا تپ جاتا رہا۔ اس کے بعد وہ احمدی ہو گئے بیعت کر لی۔

- حضرت ملک نبی داد صاحبؓ آف گھوگھیاٹ کو دانت درد کا شدید دورہ ہو جایا کرتا تھا ایک بار قادیان سے جب واپس جانے لگے تو درد شروع ہو گئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ دعا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کوئی فکر نہ کرو، دعا کرتا ہوں، تم جاؤ۔ وہ بیان کرتے ہیں رستے میں درد غائب ہو گیا پھر سالہا سال دانت درد کی کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 16/اکتوبر 1998ء)

- یہ دعا ہی ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دیا جس نے اس کی آواز اور تصویر کو ایم ٹی اے کے ذریعہ شش جہت میں پھیلا دیا جس سے خلیفۂ وقت کو دنیا کی تمام قومیں ایک وقت میں اپنی اپنی زبان میں سنتی ہیں جو جماعت ریڈیو کے خواب دیکھتی تھی خدا نے دعاؤں سے اسے ٹی وی بھی دے دیا اور ریڈیو بھی دے دیا۔

- 1953ء کے فسادات میں حضرت میاں ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کو قید کر لیا گیا۔ سخت گرمیوں کے دن تھے کسی نے کہا دونوں کا اس گرمی میں کیا حال ہو گا؟ اس پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً فرمایا: ''ان کا کوئی جرم نہیں۔ اس لئے مجھے اپنے خدا پر کامل یقین و ایمان ہے کہ وہ جلد ہی ان پر فضل کرے گا۔'' اس کے بعد آپؓ نے وہ رات گریہ وزاری میں گزاری۔ چنانچہ جب دن چڑھا اور ڈاک کا وقت ہوا تو پہلا تار جو ملا وہ یہ خوشخبری لئے ہوئے تھا کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اور میاں ناصر احمد صاحبؒ رہا ہو چکے ہیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ سالانہ نمبر، 28 دسمبر 2015ء، صفحہ 43)

- سکھر اور ساہیوال کے اسیران کی رہائی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی اضطراری حالت میں کی جانے والی دردناک دعاؤں کے نتیجہ میں ہوئی۔ حضور انور 1991ء کے جلسہ سالانہ قادیان پر تشریف لے گئے۔ حضور انور اپنا دورہ مکمل کر کے قادیان سے دہلی آ چکے تھے اور 10 جنوری 1992ء کا جمعہ دہلی میں پڑھانا تھا۔ لیکن اللہ نے دل میں ڈالا کہ یہ Friday the 10th کا جمعہ ہے۔ قادیان واپس جا کر یہ جمعہ وہاں پڑھانا چاہئے اور اس میں اسیران کی رہائی کے لئے خصوصی دعا کرنی چاہئے۔ چنانچہ حضور قادیان واپس گئے اور جمعہ وہاں پڑھایا اور اسیران کی رہائی کے لئے بہت دعا کی۔ اگلے روز ہفتہ کے دن ابھی حضور امرتسر سٹیشن پر گاڑی کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ خبر مل گئی کہ سکھر کے اسیران رہا ہو گئے ہیں۔

- پھر جب ساہیوال کے اسیران 1994ء میں رہا ہوئے تو حضور نے فرمایا: ''میں نے اس رمضان میں ان اسیران کے لئے خاص دعا کی تھی کہ اے میرے اللہ! اگلا رمضان ان اسیران کو جیل میں نہ آئے۔ چنانچہ یہ دعا اتنی جلدی اور اس شان کے ساتھ قبول ہوئی کہ اس دعا کے چند دن بعد ہی یہ اسیران رہا ہو گئے۔'

- چند سال قبل ایک عرب ملک میں ہمارے ایک نہایت مخلص نومبائع عرب احمدی کو پولیس نے احمدیت قبول کرنے کے جرم میں قید کر لیا اور انتہائی ظالمانہ سلوک کیا گیا۔ کوئی مقامی وکیل کیس لینے کے لئے تیار نہ تھا۔ بظاہر رہائی کے کوئی آثار نہ تھے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے لئے مسلسل دعائیں کر رہے تھے۔ اور ایک دن فرمایا ان شاء اللہ یہ رہا ہو جائیں گے۔ دعا کا نشان اس طرح ظاہر ہوا کہ اس عرب ریاست کے بادشاہ نے ایک تقریب کے موقع پر بعض قیدیوں کی رہائی کا اعلان کیا تو ان رہا ہونے والے قیدیوں میں پہلا نام ہمارے نومبائع احمدی اسیر کا تھا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ سالانہ نمبر۔ 28 دسمبر 2015ء، صفحہ 43)

دنیا نہیں جانتی لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ دعا کا معجزہ تھا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے اور اگر اسیر رہائی پا سکتے ہیں تو دعاؤں سے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔

(جاری ہے۔ باقی آئندہ)

''جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔'' (حضرت مسیح موعودؑ، ملفوظات، جلد 3، صفحہ 104، ایڈیشن 1988ء)

تقریر جلسہ سالانہ مغربی کینیڈا 2024ء

تربیتِ اولاد میں والدین کا کردار

مکرم مولانا خلیل احمد تنویرؔ صاحب مربی سلسلہ ریجائنہ کینیڈا

جلسہ سالانہ ویسٹرن کینیڈا 2024ء، مؤرخہ 10 اور 11 اگست 2024ء کو جینسس سینٹر کیلگری میں منعقد ہوا۔مؤرخہ 11 اگست 2024 کو جلسہ کے دوسرے روز میں تیسرے اجلاس کی صدارت مہمان خصوصی مکرم ڈاکٹر فہیم یونس صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ امریکہ نے کی ۔ اس اجلاس میں مکرم مولانا خلیل احمد تنویرؔ صاحب مربی سلسلہ ریجائنا نے ”تربیتِ اولاد میں والدین کا کردار“ کے موضوع پر نہایت علمی، تربیتی اور ایمان افروز تقریر کی جو افادۂ عام کے لئے ہدیۂ قارئین کی جاتی ہے۔ (ادارہ)

فاضل مقرر نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۝

(سورۃ التحریم 66:7)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ اُس پر بہت سخت گیر قوی فرشتے (مسلط) ہیں۔ وہ اللہ کی، اُس بارہ میں جو وہ انہیں حکم دے، نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو وہ حکم دئے جاتے ہیں۔

آج میری تقریر کا عنوان ہے:

”اولاد کی تربیت میں والدین کا کردار“

1۔بچہ فطرت اسلام (فطرت صحیحہ) پر پیدا ہوتا ہے

معزز ناظرین! بچے پیدا تو دین فطرت کے ساتھ ہوتے ہیں اور معصوم ہوتے ہیں اور ان کی معصوم فطرت کی وجہ سے والدین کا اپنا نمونہ اور ماحول کا اثر ،ان پر بہت جلد اور بہت گہرا ہوتا ہے۔ والدین جیسی تربیت بچوں کو آغاز میں دیں گے اس کا پھل بڑھاپے میں کھائیں گے۔ اولاد کو اچھا یا برا بنانے میں اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ والدین ہی ذمہ دار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ کا فرمان ہے:

مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهِ اَوْیُنَصِّرَانِهِ اَوْ یُمَجِّسَانِهِ

(صحیح بخاری ۔ کتاب الجنائز)

کہ ہر بچہ فطرت صحیحہ (یعنی اسلام) پر پیدا ہوتا ہے مگر اس کے والدین ہی اُسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

2۔آج کے بچے کل کے معمار

اولاد اللہ تعالیٰ کی ایک قیمتی نعمت اور مستقبل کی وارث ہے، آج کے بچے کل کے معمار ہیں۔ اس نعمت اور ان مستقبل کے معماروں کو سنبھالنا، ان کی بہترین تربیت کرنا ایک اہم ذمہ داری ہے۔ کہتے ہیں:

”جیسی تربیت ویسی نسل، جیسا بیج ویسی فصل“

سامعین کرام ! آج کے اس دجّالی دور میں طرح طرح کے فتنے اور گمراہی کے سامان، ان مستقبل کے معصوم معماروں کو ہڑپ کرنے کے لئے منہ پھاڑے کھڑے ہیں، کہیں دنیا کی چکاچوند روشنیاں اور کہیں فیشن کے نام پر بے حیائی کی بہار، کہیں ترقی کے نام پر بے راہ روی کے اندھیرے، تو کہیں مساوات کے نام پر فطرت کو بدلنے کی چالیں، کہیں روشن خیالی کے نام پر اقدار کو کھو دینے کے رویے، غرض انسان نے اپنے مقصد حیات اور دین سے دوری کے اَن گنت سامان کر لئے ہیں۔ اور یہ تو ہوتا رہے گا۔ جب شیطان کو دھتکار کے جنت سے نکالا گیا تو اس کے مطالبہ پر اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لیے مہلت دے دی۔ شیطان نے کہا:

لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ۝

(سورۃ الحجر 15:40)

کہ میں ضرور زمین میں ان کے لئے (برے کام) خوبصورت کر کے دکھاؤں گا اور میں ضرور ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔

ان شیطانی چالوں اور فتنوں سے بچنا بظاہر ناممکن ہے مگر مایوسی کی کوئی بات نہیں کیونکہ شیطان کو مہلت دینے کے ساتھ ہی: اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ (سورۃ الحجر 15:43) فرما کر اللہ تعالیٰ نے تسلی دی کہ جو میرے بندے بن جائیں شیطان کا تسلط ان پر

نہیں ہوسکتا۔

ہاں ہاں شیطانی چالوں سے خود کو اور اپنی اولادوں کو محفوظ رکھنا ہے، تو شرط یہ ہے کہ اللہ کی بندگی اختیار کی جائے، اسی سے مدد لی جائے، اور بچنے کے جو سامان اللہ نے مہیا کئے ہیں، ان کا بجا استعمال کیا جائے۔

آج کل دنیا کی چمک دمک اور لہو و لعب، مختلف قسم کی برائیاں جو اخلاق کا جنازہ نکال رہی ہیں، یہ تفریح اور آزادی کے نام پر آگ کے گڑھے ہیں۔ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (سورۃ التحریم 7:66) فرما کر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس آگ سے اپنے آپ کو بھی بچاؤ اور اپنی اولادوں کو بھی بچاؤ۔

3۔جن و انس کی پیدائش کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (سورۃ الذاریات 57:51) میں حضرتِ انسان کی تخلیق کا مقصدِ حیات اپنی عبادت اور توحید و تفرید کا قیام بیان فرمایا، جو ایک بہت بڑا اعزاز اور اہم ذمہ داری ہے۔ اسی مقصد کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ہر زمانہ اور ہر قوم میں نبی اور رسول آئے اور یہی مقصد قرآن کریم کا ہے: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

”قرآن کا مقصد تھا وحشیانہ حالت سے انسان بنانا۔ انسانی آداب سے مہذب انسان بنانا تا شرعی حدود اور احکام کے ساتھ مرحلہ طے ہو اور پھر باخدا انسان بنانا۔“

(ملفوظات جلد 1۔صفحہ 53، ایڈیشن 2003ء)

4۔تربیت

سامعین کرام! تربیت دو قسم کی ہوتی ہے، ظاہری اور باطنی یا روحانی۔ ظاہری تربیت میں اولاد کی ظاہری وضع قطع، لباس، کھانا پینا، نشست و برخاست، میل جول، تعلیمی انتظامات اور ان کے ذرائع معاش کی نگرانی وغیرہ شامل ہیں۔ جبکہ باطنی یا روحانی تربیت سے مراد اُن کو دین سکھانا، اس پر عمل کروانا اور ان کے اخلاق کو بہترین بنانا وغیرہ شامل ہیں۔ آج اسی دوسری قسم پر بات ہو گی یعنی باطنی اور روحانی تربیت جس کا دوسرا نام اخلاق ہے۔

5۔اخلاق کی تعریف

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اخلاق۔جو انسان کو انسان بناتا ہے۔ اخلاق سے کوئی صرف نرمی کرنا ہی مراد نہ لے لے۔ خُلق اور خَلق دو لفظ ہیں۔ جو بالمقابل معنوں پر دلالت کرتے ہیں۔ خَلق ظاہری پیدائش کا نام ہے۔ جیسے کان، ناک۔ یہاں تک کہ بال وغیرہ بھی سب خَلق میں شامل ہیں۔ اور خُلق باطنی پیدائش کا نام ہے۔ ایسا ہی باطنی قویٰ جو انسان اور غیر انسان میں ما بہ الا متیاز ہیں۔ وہ سب خُلق میں داخل ہیں۔ یہاں تک کہ عقل فکر وغیرہ تمام قوتیں خُلق ہی میں داخل ہیں۔ خُلق سے انسان اپنی انسانیت کو درست کرتا ہے۔ اگر انسانوں کے فرائض نہ ہوں تو فرض کرنا پڑے گا کہ آدمی ہے؟ گدھا ہے؟ یا کیا ہے؟ جب خُلق میں فرق آ جاوے تو صورت ہی رہتی ہے مثلاً عقل ماری جاوے تو مجنون کہلاتا ہے۔ صرف ظاہری صورت سے ہی انسان کہلاتا ہے۔ پس اخلاق سے مراد خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کا حصول ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے طرز زندگی کے موافق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کرے، یہ اخلاق بطور بنیاد کے ہیں اگر وہ متزلزل رہے تو اس پر عمارت نہیں بنا سکتے۔ اخلاق ایک اینٹ پر دوسری اینٹ کا رکھنا ہے اگر ایک اینٹ ٹیڑھی ہو۔ تو ساری دیوار ٹیڑھی رہتی ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

(یعنی: جب معمار پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھے تو وہ دیوار آسمان تک ٹیڑھی ہی اٹھے گی۔)“

(ملفوظات جلد 1۔صفحہ 53، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

سامعین کرام! اسلام ایک کامل دین ہے، اس نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں تفصیل سے ہدایات دی ہیں۔ تربیتِ اولاد کو بھی اس سے باہر نہیں رکھا۔ اولاد کی تربیت صالح ہو تو وہ ایک نعمت ہے وگرنہ وہ ایک فتنہ اور وبال ہے۔

دَورِ حاضر میں ہر طرف فسق و فجور اور معصیت کا بازار گرم ہے۔ ایسے معاشرے میں والدین کی ذرا سی غفلت بچوں کی تباہی کا سبب بن سکتی ہے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”گھروں میں ٹیلی وژن کے ذریعہ یا انٹرنیٹ کے ذریعہ، ایسی ایسی بیہودہ اور لچر فلمیں اور پروگرام وغیرہ دکھائے جاتے ہیں جو انسان کو برائیوں میں دھکیل دیتے ہیں۔ خاص طور پر نوجوان لڑکے لڑکیاں بعض احمدی گھرانوں میں بھی اس برائی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پہلے تو روشن خیالی کے نام پر اِن فلموں کو دیکھا جاتا ہے۔ پھر بعض بدقسمت گھر عملاً ان برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تو یہ جو زنا ہے یہ دماغ کا اور آنکھ کا زنا بھی ہوتا ہے اور پھر یہی زنا بڑھتے بڑھتے حقیقی بُرائیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ماں باپ شروع میں احتیاط نہیں کرتے اور جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو پھر افسوس کرتے اور روتے ہیں کہ ہماری نسل بگڑ گئی، ہماری اولادیں برباد ہو گئی ہیں۔ اس لئے چاہئے

کہ پہلے نظر رکھیں۔ بیہودہ پروگراموں کے دوران بچوں کو ٹی وی کے سامنے نہ بیٹھنے دیں اور انٹرنیٹ پر بھی نظر رکھیں۔

(خطبہ جمعہ 23 / اپریل 2010ء۔خطبات مسرور، جلد8، صفحہ193)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر فرمایا:

”یہ زمانہ ایسا نہیں جس میں ہم ذرا بھی غفلت برتیں اور سُستی سے کام لیں۔ اس لئے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے بچوں کو سنبھال لیں۔ اُن کی بہترین رنگ میں تربیت کریں۔“

(مشعل راہ جلد دوم۔صفحہ405)

6۔تربیت کا اہتمام اور اس کے احکام

سامعین کرام! آیئے دیکھتے ہیں کہ ہمارے دین نے ان برائیوں سے بچنے کے لیے کیا سامان کیے ہیں:

تربیتِ اولاد اگرچہ ماں باپ دونوں کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ مگر اپنے فطری قویٰ اور اپنے جنسی حالات کی وجہ سے عورت کو اہم مقام حاصل ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کے انتخاب کے لئے دین کا پہلو مقدم رکھنے کا حکم دیا ہے، جس میں اشارہ ہے کہ ایک اچھی اور نیک بیوی جو دیندار بھی ہو، لازماً اپنی اولاد کی تربیت میں نمایاں کردار ادا کرسکتی ہے۔

7۔والدین کا اپنا نمونہ اور بچوں کی تربیت

اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی ایک نشانی بیان فرمائی کہ وہ دعا کرتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝

(سورۃ الفرقان 75:25)

کہ: اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں سے اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔

یہ دعا جہاں خود والدین کو تقویٰ پر قائم رکھے گی، وہاں ان کی اولاد کو بھی متقی بنائے گی اور ظاہر ہے کہ اولاد متقی ہو گی تو ہی والدین اس کے امام بن سکیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں نقل کا مادہ رکھا ہوا ہے۔... یہ نقل اور ماحول کا ہی اثر ہے کہ انسان اپنے ماں باپ سے زبان سیکھتا ہے، یا باقی کام سیکھتا ہے اور اچھی باتیں سیکھتا ہے، اور اچھی باتیں سیکھ کر بچہ اعلیٰ اخلاق والا بنتا ہے۔ ماں باپ نیک ہیں، نمازی ہیں، قرآن پڑھنے والے ہیں، اُس کی تلاوت کرنے والے ہیں، آپس میں پیار اور محبت سے رہنے والے ہیں، جھوٹ سے نفرت کرنے والے ہیں تو بچے بھی اُن کے زیرِ اثر نیکیوں کو اختیار کرنے والے ہوں گے۔ لیکن اگر جھوٹ، لڑائی جھگڑا، گھر میں دوسروں کا استہزاء کرنے کی باتیں، جماعتی وقار کا بھی خیال نہ رکھنا یا اس قسم کی برائیاں جب بچہ دیکھتا ہے تو اس نقل کی فطرت کی وجہ سے یا ماحول کے اثر کی وجہ سے پھر وہ یہی برائیاں سیکھتا ہے۔ باہر جاتا ہے تو ماحول میں، دوستوں میں جو کچھ دیکھتا ہے، وہ سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 / دسمبر 2013ء۔ خطبات مسرور، جلد11، صفحہ689-690)

اولاد کی تربیت کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ نے حکم فرمایا کہ بچے کی پیدائش پر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔ اس حکم سے یہ نفسیاتی نکتہ بیان کیا کہ تربیت کا آغاز بلا تاخیر کیا جائے۔

اسی طرح اذان کے ذریعہ بچے کے سامنے قرآنی تعلیم کا خلاصہ رکھ دیا جاتا ہے گویا بچے کے دل میں تعلیم کا پختہ نقش قائم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ولادت کے ساتھ ہی بچہ کے دماغ کے غیر شعوری حصہ میں کچھ نہ کچھ نقش جمنے لگ جاتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا:

اَلْاَذَانُ يَتَرَدَّدُ الشَّيْطٰنُ (صحیح بخاری)

کہ اذان شیطان کو دھتکار دیتی ہے۔

اسی طرح یہ بھی حکم ہے کہ بچوں کو گھٹی (گڑھتی) دے کر دعا کی جائے تا کہ بچے پر نیک اور اچھا اثر پڑے۔

پھر سات دن کے ہونے پر لڑکے کی صورت میں دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرے کی قربانی کا ارشاد ہے۔ اگر لڑکا پیدا ہو تو اس کا ختنہ بھی کرایا جائے۔

(زاد المعاد)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اُسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سکھادو۔.....اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو نماز کا حکم دیں۔

(زاد المعاد)

اسی طرح آنحضرت ﷺ نے ہدایت فرمائی:

”جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اُسے نماز کا حکم دو اگر تین سال کی کوشش کے بعد بھی نماز نہ پڑھے تو اس کو سرزنش کی جائے اور دس سال کی عمر میں اس کو علیحدہ سلائیں اور جب بڑا ہو جائے تو اس کو گھر میں اجازت لے کر داخل ہونا چاہیے۔“

(سنن ابو داؤد)

پھر فرمایا مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ یعنی باپ اپنے بیٹے کو نیک آداب سکھانے سے بہتر کوئی چیز نہیں دیتا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

”اپنی اولاد کو ادب سکھلاؤ، قیامت والے دن تم سے تمہاری اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے اسے کیا ادب سکھلایا اور کیا تعلیم دی؟ (شعب الایمان للبیھقی)

8۔وعظ ونصیحت

معزز سامعین! تربیت کا ایک پہلو وعظ ونصیحت ہے۔ سبق آموز کہانیاں، قصے اور حکمت کی باتیں سنانے کا عمل ہے۔ اسی طرح کی نصائح کا ایک قصہ قرآن میں بھی بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے صالح بندے حضرت لقمان علیہ السلام جو حکیم مشہور تھے۔ اُن کی حکمت اور دانائی کی باتوں میں تربیت کے سنہری گُر بیان ہوئے، جنہیں قرآن شریف میں ہمیشہ ہمیش کے لیے محفوظ کر دیا گیا۔

سورۃ لقمان (20:14 تا 31) میں بیان اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے:

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کی نصیحت کی، والدین کے ساتھ احسان کی تعلیم کے ساتھ ہر حال میں اللہ کی اطاعت کی طرف متوجہ فرمایا۔ اُسے اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرتوں سے آگاہ کیا۔ نماز قائم کرنے کا حکم دیا، اچھی باتوں کو پھیلانے کی طرف توجہ دلائی، ناپسندیدہ باتوں سے منع فرمایا اور ہر مصیبت پر صبر کی تلقین کی۔ انسانوں کو حقیر جاننے سے منع کرتے ہوئے نخوت سے انسانوں کے لیے اپنے گال پُھلانے سے منع فرمایا۔ عاجزی کی تعلیم دیتے ہوئے زمین میں یونہی اکڑ کر چلنے پھرنے سے منع کیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ تکبر اور فخر و مباہات کو پسند نہیں کرتا۔ اعتدال کی تعلیم دیتے ہوئے نصیحت فرمائی کہ اپنی چال میں میانہ رَوی اختیار کر اور اپنی آواز کو دھیما رکھا کر یعنی ہمیشہ ادب کے دائرے میں رہ کر بات کیا کر، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو گدھے جیسی آوازیں بالکل پسند نہیں۔

سامعین! تربیت ایک دن کا کام نہیں بلکہ یہ ایک عمل پیہم ہے جسے تسلسل کے ساتھ جاری رہنا چاہئے۔ حضرت لقمانؑ کی نصائح میں یہ زریں سبق ہے کہ اولاد کی تربیت میں کسی بھی پہلو سے کوتاہی کا مظاہرہ نہ ہو۔

9۔ترغیب وترہیب

معزز سامعین! اللہ تعالیٰ نے وَہَدَیۡنٰہُ النَّجۡدَیۡنِ (سورۃ البلد 11:90) میں نیکی اور بدی دو راستوں کا اختیار انسان کو دے کر ساتھ ہی، متنبہ بھی کیا کہ سیدھا راستہ اختیار کرنے کی صورت میں جنت اور اس کی نعمتیں ملیں گی اور نافرمانی کے نتیجہ میں جہنم اور عذاب۔ بہترین تربیت کے لیے بھی یہی اصول ہے کہ حکمت کے ساتھ اچھے اور نیک کام پر مناسب رنگ میں حوصلہ افزائی کر کے اپنا کردار ادا کیا جائے اور برے کام سے روکنے کے لئے نصیحت، پیار اور مناسب ڈانٹ ڈپٹ وغیرہ سے غلطی کا احساس دلایا جائے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسوہ سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے:

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تربیت اور زیر کفالت تھا، میرا ہاتھ کھانے کے برتن میں ادھر ادھر گھوم رہا تھا، یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”اے لڑکے! اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنی طرف سے کھاؤ۔“

(صحیح بخاری۔ کتاب الاطعمہ، باب التسمیت علی الطعام، حدیث 5376)

10۔بچوں پر ناجائز سختی ایک قسم کا شرک خفی ہے

تربیت کے لئے ناجائز سختی اور دباؤ سے بھی منع کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”ہدایت اور تربیت حقیقی خدا کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرکِ خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہئے..... ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں۔ اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہو گا وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔“

(ملفوظات جلد اوّل۔ صفحہ 309، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

11۔دینی حکم کے مقابل پر اولاد کی بات ماننا ایک مخفی شرک

اسی طرح بے جا لاڈ پیار ایک بڑی خرابی ہے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”... بعض دفعہ اولاد بھی خدا تعالیٰ کے حکموں کے مقابلے پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ وہ بھی ایک شرک کی قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کا انکار کر کے اولاد کی بات ماننا بھی ایک قسم کا مخفی شرک ہے۔ بلکہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی یاد کو یہ چیزیں بھلا دیتی ہیں۔ کئی لوگ ہیں جو احمدیت سے دُور ہٹے ہیں تو اولاد کی وجہ سے۔

اولاد کے بے جالاڈ پیار نے اور اولاد کی آزادی نے اولاد کو جب دین سے ہٹایا تو خود ماں باپ بھی دین سے ہٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (سورۃ المنافقون 10:63)

اے مومنو! تمہیں تمہارے مال اور اولادیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔"

(خطبہ جمعہ 23 / اپریل 2010ء۔ خطبات مسرور، جلد 8، صفحہ 192)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اولاد کا ابتلا بھی بہت بڑا ابتلا ہے۔ اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پروا ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (سورۃ الاعراف 7:197) یعنی اللہ تعالیٰ آپ صالحین کا متولّی اور متکفّل ہو تا ہے۔ اگر بدبخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ، وہ بدکاریوں میں تباہ کر کے پھر قلّاش ہو جائے گی اور اُن مصائب اور مشکلات میں پڑے گی جو اس کے لئے لازمی ہیں۔ جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے۔ اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔ اس صورت میں خود اللہ تعالیٰ اس کا تکفّل کرے گا اور اگر بدچلن ہے تو جائے جہنم میں۔ اس کی پرواہ تک نہ کرے۔"

(ملفوظات جلد 8۔ صفحہ 109، ایڈیشن 1985ء، مطبوعہ انگلستان)

12۔ والدین کی ذمہ داریاں اور دعائیں

ناظرین! ہمارے دین نے تربیتِ اولاد کی اہم ذمہ داری میں نہ صرف ظاہری کردار ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی بلکہ کامیابی کے لئے دعائیں بھی سکھائی ہیں۔ دعا مومن کا سب سے بڑا ہتھیار اور قیمتی خزانہ ہے۔ ہمارے آقا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دُعَاءُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ كَدُعَاءِ النَّبِيِّ لِاُمَّتِهٖ (الجامع الصغیر ابن سیوطی، سنن ابن ماجہ)

کہ باپ کی دُعا اپنے بچے کے حق میں ایسے ہی مقبولیت کا درجہ رکھتی ہے جیسے نبی کی دُعا اپنی امت کے لئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے، مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وُہ اولاد کی تربیّت اور ان کو عُمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں، نہ کبھی اُن کے لیے دُعا کرتے ہیں اور نہ مراتبِ تربیّت کو مدِّنظر رکھتے ہیں۔ میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لیے دُعا نہیں کرتا۔

(ملفوظات جلد اول۔ صفحہ 562-563، ایڈیشن 1988ء)

13۔ قرآنی دعائیں

صرف یہی نہیں بلکہ بعض دعائیں قرآن میں سکھائی بھی گئی ہیں جیسے دعا ہے کہ:

وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

(سورۃ الاحقاف 46:16)

اور میرے لئے میری ذرّیّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

14۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے حق میں دعائیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کے حق میں بے شمار دعائیں ہیں جیسے کہ:

کر ان کو نیک قسمت، دے ان کو دین و دولت
کر ان کی خود حفاظت، ہو ان پہ تیری رحمت

دے رشد اور ہدایت، اور عمر اور عزت
یہ روز کر مبارک، سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِیْ

میری دعائیں ساری، کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری، کر تو مدد ہماری

ہم تیرے در پہ آئے، لے کر امید بھاری
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِیْ

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولا کے یار ہوویں

بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِیْ

پھر آپؑ نے یہ دعا بھی کی:

مرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے
تری درگاہ میں عجز و بکا ہے

وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم و حیاء ہے

مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے

تری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

(درثمین اردو)

15۔ جماعتی نظام سے یا ذیلی تنظیموں سے تعاون

سامعین کرام! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" أَلاَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ "

(سنن ابی داؤد۔حدیث 2928)

”سنو! تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہو گی۔“

اس فرمان میں تربیت اور نگرانی کا فرض معاشرے کے ہر فرد کو سونپا ہے۔ وہ بڑا ہو یا چھوٹا، حاکم ہو یا رعایا، استاد ہو یا شاگرد، ماں باپ ہوں یا میاں بیوی، ہر ایک اپنے دائرہ میں ذمہ دار اور جواب دِہ ہے۔

بچے اگر بگڑ رہے ہوں تو جماعتی نظام اور تنظیمیں بھی ذمہ دار ہیں۔سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”جماعتی نظام کا کام ہے کہ ان (والدین) کو اس بارے میں آگاہ کریں۔ اسی طرح انصاراللہ ہے، لجنہ ہے، خدام الاحمدیہ ہے یہ تنظیمیں اپنی اپنی تنظیموں کے ماتحت بھی ان برائیوں سے بچنے کے پروگرام بنائیں۔ نوجوان لڑکوں لڑکیوں کو جماعتی نظام سے اس طرح جوڑیں، اپنی تنظیموں کے ساتھ اس طرح جوڑیں کہ دین ان کو ہمیشہ مقدم رہے اور اس بارے میں ماں باپ کو بھی جماعتی نظام سے یا ذیلی تنظیموں سے بھرپور تعاون کرنا چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 23/اپریل 2010ء
بمقام سوئٹزرلینڈ۔خطبات مسرور، جلد 8، صفحہ 193)

سامعین کرام! یہ ہے تربیتِ اولاد میں والدین کا کردار جو ہر احمدی نے اپنا بنیادی فرض سمجھ کر ادا کرنا ہے۔

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ 14/ جولائی 2017ء سے ایک اقتباس پیش ہے۔آپ فرماتے ہیں:

”اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کی تربیت کوئی آسان کام نہیں اور خاص طور پر اس زمانے میں جب قدم قدم پر شیطان کی پیدا کی ہوئی دلچسپیاں مختلف رنگ میں ہر روز ہمارے سامنے آ رہی ہوں تو یہ بہت مشکل کام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جب دعائیں اور طریق بتائے ہیں تو اس لئے کہ اگر ہم چاہیں تو خود کو بھی اور اپنے بچوں کو بھی شیطان کے حملوں سے بچا سکتے ہیں لیکن اس کے لئے مسلسل دعاؤں، اللہ تعالیٰ کی مدد اور محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ ایک مسلسل جہاد کی ضرورت ہے۔ اور حقیقی مومن سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جُڑ کر اپنے آپ کو بھی اور اپنی اولاد کو بھی شیطان کے حملوں سے بچائے نہ کہ مایوس ہو جائے یا تھک جائے اور خوفزدہ ہو کر منفی سوچوں کو اپنے اوپر طاری کر لے۔“

(خطبہ جمعہ 14/ جولائی 2017ء۔ ہفت روزہ
الفضل انٹرنیشنل لندن)

وَ آخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نماز نعمتوں کی جان ہے

”نماز کی یہ صفت ہے کہ انسان کو گناہ اور بدکاری سے ہٹا دیتی ہے سو تم ویسی نماز کی تلاش کرو۔ نماز نعمتوں کی جان ہے۔“

(ملفوظات۔جلد 3، صفحہ 103، ایڈیشن 1988ء)

وقت کی آواز

مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب
امام مسجد فضل لندن

حمدِ ربُّ العالمیں کرتے چلو
گیت اُس کے شکر کے گاتے چلو

مل گیا ہے تم کو وہ جانِ جہاں
جان و دل اُس پر فدا کرتے چلو

دوسری قدرت کا ہے زندہ نشاں
دیدہ و دل فرشِ رہ کرتے چلو

حق نے بخشا ہے امیر المؤمنین
اُس کے قدموں پر قدم رکھتے چلو

خوف کیا جب ساتھ ہے اُس کے خدا
ڈھال کے پیچھے رہو ، بڑھتے چلو

وقت کی آواز ہے اُس کو ملی
مردِ فارِس کی صدا سنتے چلو

ہر نصیحت اُس کی ہے درسِ حیات
بس سنو ، لبّیک تم کہتے چلو

ہر جمعے ملتا ہے تم کو جامِ نو
خود پیو ، اوروں کو بھی دیتے چلو

ہاتھ میں لے کر علَم توحید کا
ہر طرف نکلو ، صدا دیتے چلو

مثلِ مقناطیس ہے اُس کا وجود
دوڑ کر اُس کی طرف آتے چلو

ہر گھڑی دیتا ہے جو تم کو دُعا
رات دن تم بھی دُعا دیتے چلو

آنحضرت ﷺ کی عائلی زندگی

مکرم ابی نوم صاحب

تربیت کا خیال

- ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کے لئے اٹھے ہوئے تھے کہ وحی الٰہی کے ذریعہ آپؐ کو آئندہ کے احوال اور فتنوں کی کچھ خبریں بتائی گئیں جس کے بعد ایک پریشانی اور گھبراہٹ کے عالم میں آپؐ نے ازواج مطہرات کو نماز اور دعا کے لئے اٹھانے کے لئے فرمایا:

"ان حجروں میں سونے والیوں کو جگاؤ۔"

نیز فرمایا:

"دنیا میں کتنی ہی عورتیں ہیں جو ظاہری لباسوں کے لحاظ سے بہت خوش پوش ہیں مگر قیامت کے دن یہ لباس کام نہ آئیں گے اور صرف تقویٰ کی ضرورت ہوگی تو وہ اس لباس سے عاری ہوں گی۔"

(صحیح بخاری۔ کتاب الفتن)

- ایک دفعہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کچھ عورتیں جمع تھیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ سب اکیلی اکیلی نماز پڑھ رہی ہیں فرمایا:

"تم نے ان کو نماز باجماعت کیوں نہ پڑھادی۔"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کیا یہ جائز ہے؟ فرمایا:

"ہاں جب زیادہ عورتیں ہوں تو ایک درمیان میں کھڑی ہو کر امامت کروالیا کرے۔" (مجموع الفقہ، صفحہ43)

- ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

"مجھے اللہ کی ایک ایسی صفت کا علم ہے جس کا نام لے کر دعا کی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ تمہیں بتانا مناسب نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جاننے کے لئے بہت جتن اور لاڈ کئے۔ آپؐ یہ مسکرا کر دیکھتے رہے لیکن اظہار نہ فرمایا۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الدعا)

- ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں کسی اور بیوی نے کچھ کھانا تحفۃً بھجوایا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پسند نہ کیا۔ پیالہ زمین پر دے مارا۔ کھانا گر گیا اور پیالہ ٹوٹ گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب تحمل سے دیکھا اور اُٹھ کر اپنے ہاتھوں سے زمین پر گرا ہوا کھانا جمع کرنا شروع کر دیا اور فرمایا عائشہؓ! جو پیالہ توڑا ہے اس کے بدلے میں اب اپنا کوئی پیالہ واپس کر دو۔ (سنن نسائی۔ کتاب عشرۃ النساء)

- ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے چھوٹے قد کا طعنہ دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپؐ نے سرزنش کی اور فرمایا:

"یہ ایسا سخت کلمہ تم نے کہا ہے کہ سمندر کے پانی میں اس کو ملا دیا جائے تو وہ اور بھی کڑوا ہو جائے۔" (صحیح بخاری۔ کتاب الادب)

- ایک بار حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں نابینا صحابی حضرت ابنِ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے۔ پردے کے احکام نازل ہو چکے تھے فرمایا:

"ان سے پردہ کرو۔"

ازواج مطہرات نے کہا یہ تو نابینا ہیں اور ہمیں نہیں پہچانتے۔ فرمایا:

"کیا تم بھی نابینا ہو اور انہیں دیکھتی نہیں ہو؟"

(مشکوٰۃ۔ کتاب النکاح)

- ایک سفر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ وہ اپنا فاضل اونٹ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیں جن کا اونٹ بیمار ہو گیا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ: مَیں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دے دوں؟ آنحضور ﷺ بہت ناراض ہوئے اور دو ماہ اُن سے تعلق منقطع رکھا۔ یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سفارش کی اور خطا معاف کروائی۔

- ازواج مطہرات کی اجتماعی تربیت کی خاطر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ناراض ہو کر یہ انتہائی قدم بھی اٹھایا کہ تمام ازواج مطہرات سے ایک ماہ کے لئے قطع تعلق کر لیا اور ایک بالاخانہ پر تنہا رہائش اختیار کر لی۔

- اپنی آخری بیماری میں آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کی امامت کا ارشاد فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس خیال سے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصلے پر آنے کو بدشگونی نہ سمجھ لیں۔ یہ مشورہ دیا کہ حضور! حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کے لئے کہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی تائید کی۔ مگر آپؐ اپنے

فیصلہ پر قائم رہے اور فرمایا:

”یوسف کو راہ راست سے بہکانے والی عورتوں کی طرح مجھے کیوں راہِ حق سے ہٹانا چاہتی ہو۔“ (صحیح بخاری۔ کتاب الاذان)

- اپنی آخری بیماری کی تکلیف دہ حالت میں بھی بیویوں کی توجہ توحید باری کی طرف مبذول کراتے ہوئے فرمایا:

”بُرا ہو ان یہودیوں اور عیسائیوں کا جنہوں نے اپنے نبیوں اور بزرگوں کے مزاروں کو سجدہ گاہیں بنالیا۔“

(صحیح بخاری۔ کتاب الصلوۃ)

ازواج مطہرات کی جوابی محبت

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات سے اس حسن سلوک کے نتیجہ میں وہ سب بھی آپؐ کی محبت میں سرشار اور فدا رہیں اور آپؐ کی خوشی اور تعلق کو ہر دوسری بات پر ترجیح دیتیں۔ ایسے چند واقعات یہ ہیں:

- ایک بار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراض ہو گئے۔ انہوں نے بطور تدبیر کے اپنی باری اس شرط پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دی کہ وہ اُن کی سفارش کر کے حضورؐ سے معافی دلوائیں۔
- یہی باہمی محبت اور پیار کا مضبوط تعلق تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ازواج مطہرات کو یہ اختیار ملا کہ:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۝

(سورۃ احزاب 29:33)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ مَیں تمہیں مالی فائدہ پہنچاؤں اور عمدگی کے ساتھ تمہیں رخصت کروں۔

تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے باری باری یہ سوال پوچھا تو بلا استثناء سب کی سب نو خواتین مبارکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نوعمری کے پیش نظر حضورؐ نے اُن سے یہ بھی فرمایا کہ وہ اس بارے میں فیصلہ سے پہلے اپنے والدین سے مشورہ کر لیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا خوب جواب دیا: عرض کیا:

”یا رسول اللہ میں کس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ کیا خدا کے رسول سے جدائی اختیار کرنے کے بارے میں صلاح کروں؟“ (صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر)

- باہم محبت کا یہ بھی ایک عجیب اظہار تھا کہ جب زمانہ قریب وفات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ تم میں سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی سب سے پہلے مجھے دوسرے جہاں میں آملے گی؟ تو عالم شوق میں ازواج مطہرات نے اپنے ہاتھ ناپنے شروع کر دئے کہ وہ خوش نصیب کون ہے؟

(صحیح مسلم۔ کتاب الفضائل الصحابہ)

- آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیماری میں ایک بار حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

”کاش آپؐ کی بیماری مجھ کو ہو جاتی۔“

(زرقانی)

- آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپؐ کی یاد میں کچھ شعر کہے، ایک کا ترجمہ یوں ہے:

زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں اگر میرے محبوب ﷺ کی جبین مبارک کو دیکھ لیتیں تو وہ اپنے ہاتھ کاٹنے کے بجائے اپنے دلوں کو کاٹ کر پھینک دیتیں۔

ایمان افروز واقعات کے خوبصورت رنگ

ان چند ایمان افروز واقعات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی کے یہ خوبصورت رنگ خوب ظاہر ہیں کہ آپؐ اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹانے اور گھر کے کاموں کا بوجھ ہلکا کرنے میں ان کی مدد کرتے۔ انہیں باہر سیر و تفریح کے لئے لے جاتے۔ ان کے رشتہ داروں اور سہیلیوں سے خوش دلی سے پیش آتے۔ اہم معاملات میں ان سے مشورہ کرتے اور ان کے مشوروں پر عمل بھی کرتے۔ ساتھ ساتھ آپؐ کسی غلط رویہ پر کھل کر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے اور ازواج کو فوری توجہ دلاتے۔ تنبیہ کرتے، ناراض ہوتے اور انتہائی صورت میں سزا بھی دیتے۔ انہیں نیک کاموں پر اکساتے، نمازوں کے لئے جگاتے۔ غرضیکہ یہ ایک بہترین اور متوازن حسن سلوک تھا جس میں تمام مطلوب انداز پہلو بہ پہلو رواں تھے۔ یہ سب محبت کا اظہار تھا۔ آپؐ اپنی بیویوں سے خوب محبت کرتے تھے یہ محبت صرف دل میں نہ تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اظہار بھی فرماتے۔ خلوت میں بھی اور باہر بھی۔

اصل محبوب

تاہم ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ سے محبت و وارفتگی کا یہ عالم اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اصل محبت کو نہ پہنچتا تھا جو آپؐ کو اپنے ربّ سے تھی۔ جو آپؐ کی زندگی کا اصل مقصود تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کیفیت کا یہ خوبصورت اظہار فرمایا کہ آپؐ ہم سے اس طرح ہنستے بولتے بیٹھے رہتے تھے کہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کوئی اولوالعزم نبی ہیں۔ لیکن جب کوئی دینی بات ہوتی یا نماز کا وقت آجاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپؐ وہ آدمی ہی نہیں ہیں۔

(بقیہ صفحہ 38)

سالانہ تقریب اظہارِ تشکر و حوصلہ افزائی

عہدیداران شعبہ مال جماعت احمدیہ کینیڈا

مکرم غلام احمد عابد صاحب

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل جماعت احمدیہ کینیڈا کے شعبہ مال کو امسال یہ توفیق ملی کہ وہ اپنا لازمی چندہ جات کا ہدف پورا کر سکے الحمدللہ ذالک۔اس کامیابی میں مال سے منسلک تمام عہدیداران کی روزوشب کوششوں کا بھی بڑا دخل ہے۔لوکل امارات،جماعتوں اور حلقہ جات کے شعبہ مال سے متعلق عہدیداران کی کوششوں کا اعتراف اور ان کی حوصلہ افزائی کے لئے مرکزی شعبہ مال نے مورخہ 10/ اگست 2024 بروز ہفتہ شام چھ بجے GTA اور قریبی جماعتوں تمام عہدیداران کے لئے ایوان طاہر میں ایک عشائیے کا اہتمام کیا۔

تقریب اظہارِ تشکر

مکرم لال خاں ملک صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اس تقریب کی صدارت فرمائی ۔تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم عبدالحی چٹھہ صاحب مربی سلسلہ شعبہ مال نے کی ۔ آپ نے سورۃ البقرۃ کی آیات کریمہ 262۔264 اور سورۃ آل عمران کی آیت 93 کی تلاوت کی اور ان کا اردو اور انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کا مختصر افتتاحی خطاب

اس کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب نے تمام حاضرین کو خوش آمدید کہا۔اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل،حضور انور کی دعاؤں اور رہنمائی نیز مرکزی ومقامی عہدیداران کی کوششوں سے ہم اپنا لازمی چندوں کا سالانہ ہدف حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔نیز آپ نے نیشنل شعبہ مال کی مثالی کارکردگی اور مخلصانہ کوششوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطافرمائے اور ان کے اموال ونفوس میں برکت ڈالے ۔ افتتاحی کلمات کے بعد محترم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔

مکرم خالد محمود نعیم صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا کا خطاب

محترم امیر صاحب کے افتتاحی خطاب کے بعد مکرم خالد محمود نعیم صاحب نیشنل سیکرٹری مال کینیڈا نے کینیڈا بھر کی جملہ امارات،جماعتوں اور حلقہ جات کی کارکردگی کی اجمالی تفصیل بیان کی جو درج ذیل ہے۔

- وان امارت اور اس کے تمام حلقہ جات نے سو فیصد سے زائد وصولی کی۔
- کیلگری امارت نے فی چندہ دہندہ کی ادائیگی میں نمایاں اضافہ کیا جو خاص طور پر قابل ذکر ہے۔
- بریڈفورڈ ایسٹ جماعت نے نہ صرف سو فیصد مقامی عطیہ جات سے ایک ملین ڈالر سے زائد کی پراپرٹی خریدی بلکہ اپنا لازمی چندہ جات کا مقررہ ہدف بھی پورا کیا۔
- لجنہ اماءاللہ کینیڈا کی انسپکٹر بیت المال محترمہ زاہدہ امتیاز صاحبہ ،ان کی خواتین کی ٹیم اور تمام عہدیداران کا شکریہ ادا کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سب بہنوں کو اور تمام مالی قربانی کرنے والوں کو جزائے خیر دے آمین۔

مکرم امیر صاحب نے اس کے بعد کی کارروائی کے

لئے مکرم مولانا سہیل مبارک شرما صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا کو صدارت کرنے کا ارشاد فرمایا۔

اس کے بعد مکرم شرما صاحب نے امراء، صدران جماعت و صدران حلقہ جات اور سیکرٹریان مال کو اسٹیج پر بلا کر اسناد اور سرٹیفکیٹ دیئے۔ اس سلسلے میں مکرم خالد محمود نعیم صاحب کی شعبہ مال کے انسپکٹر بیت المال مکرم امتیاز احمد خواجہ صاحب اور مکرم خالد محمود خاں صاحب واقف زندگی شعبہ مال نے مدد کی۔

تقسیم اسناد کے بعد میں مکرم شرما صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں اپنی طرف سے تمام عہدیداران کا شکریہ ادا کیا اور ان کی شب و روز کی کاوشوں کو سراہا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے جزیل عطا فرمائے۔

اس کے بعد انہوں نے قرآن کریم ، احادیث، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں مالی قربانیوں کے برکات اور فیوض کا ذکر کیا۔ اور اس کی اہمیت ، افادیت اور جماعت کی عالم گیر ضروریات کی طرف توجہ دلائی ۔آپ نے خاص طور پر تحریک کی کہ محصلین کا فرض ہے کہ جماعت کے جملہ افراد کے گھر جاکر ان سے ملاقات کریں اور ان کو بابرکت مالی تحریک میں شامل کریں ،اپنے پیار اور حسن خلق سے ان کے دلوں میں مالی قربانی کی محبت پیدا کریں ۔ ان کو بتائیں اور سمجھائیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کا ہم پر احسان ہے جس نے ہمیں مالی قربانی کرنے کی توفیق دی۔ اس لئے مالی قربانیوں میں شوق وذوق سے ضرور حصہ لیں۔

ویڈیوز کی چند جھلکیاں

اس کے بعد حضور انور کے خطبہ جمعہ کی ایک ویڈیو کا کچھ حصہ دکھایا گیا جس میں حضور انور نے بجٹ لکھاتے وقت صحیح آمد لکھانے کی تلقین فرمائی۔ اور آخر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک تاریخی ، ایمان افروز اور ولولہ انگیز خطاب ’’اے آسمان کے موسیقارو! اے آسمان کے موسیقارو!‘‘ سنائی اور دکھائی گئی جس نے سامعین کے دلوں کو گرما دیا۔

عشائیہ کی دعوت

بعدہ تمام شرکا کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا، اس تقریب میں مجموعی طور پر 350 حضرات 45 خواتین عہدیداران نے شمولیت کی۔

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ شعبہ مال کے تمام عہدیداران کی اخلاص اور محبت سے پیش کی جانے والی تمام کاوشوں کو اپنے فضل سے قبول فرمائے اور انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

سالانہ تقریب اظہارِ تشکر و حوصلہ افزائی عہدیداران شعبہ مال جماعت احمدیہ کینیڈا کی چند جھلکیاں

دعا کی برکت

مکرم محمد یوسف خان صاحب مرحوم

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم ومحترم محمد یوسف خان صاحب مرحوم کے صاحبزادے مکرم محمد اکرم یوسف صاحب گزشتہ بیس سال سے احمدیہ گزٹ کینیڈا کے نمائندہ خصوصی کی حیثیت خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے معروف بین الاقوامی بینکوں میں چالیس برس کام کرتے ہوئے مارچ 2018ء میں ریٹائرمنٹ اختیار کی۔ جب کہ مرحوم کے پوتے نے ٹورانٹو میٹروپولیٹن یونیورسٹی (سابقہ Ryerson University) سے ڈگری حاصل کرنے کے بعد اگلے دو سال میں Chartered Accountancy مکمل کرلی۔ اور اب carbon6 میں فنانشل کنٹرولر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

مکرم محمد اکرم یوسف صاحب کے والد محترم کا ''دعا کی برکت'' کا ایک ایمان افروز واقعہ جو ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن میں شائع ہوا تھا، تحدیثِ نعمت کے طور پر ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس خاندان کا خصوصی دعاؤں کا یہ رشتہ ہمیشہ قائم رہے اور دعا کی قبولیت کے ایمان افروز اثرات جاری وساری رہیں۔ آمین!

(ادارہ)

یہ 1938ء کی بات ہے جب میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں متعلم تھا۔ ایک دن میں شہر کی جانب سے اپنے ہوسٹل تحریکِ جدید کی طرف آرہا تھا کہ میں نے اخبار ''نور'' اور نور ہسپتال کی درمیانی سڑک پر جناب حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا۔ غالباً وہ اپنے گھر کی طرف جارہے تھے میں نے بڑھ کر مصافحہ کرنے کی سعادت حاصل کی اور عرض کیا کہ میں ہائی سکول میں آٹھویں کا طالب علم ہوں۔ سالانہ امتحان قریب ہے اور میں حساب میں کمزور ہوں۔ مہربانی فرما کر میری کامیابی کے لئے دعا کریں۔ وہ مجھے نہیں جانتے تھے مگر انہوں نے کمال شفقت اور نہایت محبت سے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور دعا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ادب سے سلام کرنے کے بعد ہوسٹل کی طرف روانہ ہوگیا۔

کچھ دیر چلنے کے بعد میں نے اچانک پلٹ کر دیکھا تو حیران اور ششدر رہ گیا۔ میں نے بزرگ کو اسی مقام پر (جہاں میں نے ان سے درخواست کی تھی) دونوں ہاتھ اٹھائے ایستادہ دعا میں مشغول پایا۔ مولیٰ کریم کے احسان سے میں کامیاب ہوگیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد ہمیشہ ایسا فضل فرمایا کہ زندگی میں ہر معاملہ میں حساب کے معاملہ میں سرفراز فرمایا۔ تعلیم کے بعد مجھے محکمہ فنانس دفاع میں ملازمت ملی جس میں ان دنوں ہندوؤں کی اجارہ داری تھی۔ میں تحدیثِ نعمت کی خاطر بصد عجزو انکسار (جس میں فخرومباحات کا شائبہ تک نہیں) عرض کر رہا ہوں کہ اکاؤنٹینسی کے اعلیٰ محکمانہ امتحان میں خداوند تعالیٰ نے مجھے ہمیشہ اپنے ہمعصروں کے مقابلہ میں نسبتاً سبقت سے نمایاں کامیابی بخشی۔ اسی پر ہی بس نہیں بلکہ تعلیمی تشنگی رفع کرنے کے لئے دوران ملازمت گورنمنٹ کالج کوئٹہ کی ایوننگ کلاس میں داخلہ لے کر علم شماریات (Statistic) کے ساتھ اکنامکس میں ایم۔ اے تک تعلیم مکمل کرنے اور کامیاب ہونے کی اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے توفیق عطا فرمائی۔ الحمد للہ۔ ہر موقع پر مجھے اپنے والد بزرگوار محترم محمد یاسین خان صاحب کی دعاؤں کے ساتھ ان بزرگِ محترم حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصی دعا کے ناقابل فراموش واقعہ کی حسین یاد نے دل و دماغ کو خیرہ کیا اور ازدیادِ ایمان کا باعث بنا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ ان محترم بزرگان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین!

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 4 اپریل 2003ء تا 10 اپریل 2003ء، صفحہ 11، کالم 3-4)

رحمان کے حقیقی پرستار وہ لوگ ہیں کہ جو زمین پر بردباری سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے سخت کلامی سے پیش آئیں تو سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے ان کا معاوضہ کرتے ہیں یعنی بجائے سختی کے نرمی اور بجائے گالی کے دعا دیتے ہیں۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن، جلد اول، صفحہ 449)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو محفوظ سمجھیں۔ (سنن ترمذی۔کتاب الایمان)

تقریبِ شادی خانہ آبادی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترمہ ڈاکٹر نائلہ انور صاحبہ کی تقریبِ رخصتانہ مکرم ڈاکٹر کامران ناصر صاحب کے ساتھ مورخہ 3/اگست 2024ء بروز ہفتہ مسجد بیت الرحمت سسکاٹون کے ہال میں منعقد ہوئی۔ ڈاکٹر نائلہ انور صاحبہ، مکرم آفتاب انور صاحب اور محترمہ بشریٰ نذیر آفتاب صاحبہ ریجنل صدر پریری ریجن، سسکاٹون کی دخترِ نیک اختر ہیں جب کہ ڈاکٹر کامران ناصر صاحب، مکرم ناصر محمود بھٹی صاحب صدر جماعت سسکاٹون ساؤتھ ویسٹ اور محترمہ صادقہ منورہ صاحبہ کے فرزندِ ارجمند ہیں۔ اس تقریب میں دونوں خاندانوں کے عزیز واقارب کے علاوہ دیگر احبابِ جماعت نے بھی شرکت کی۔ اس بابرکت موقع پر مربی سلسلہ جماعت احمدیہ سسکاٹون محترم سعدحیات باجوہ صاحب نے صدارت فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرمعارف منظوم کلام میں سے چند دعائیہ اشعار ترنم سے پڑھ کر سُنائے گئے۔ بعد ازاں محترم مربی صاحب نے نئے جوڑے کی شادی کی کامیابی وکامرانی کے لئے دعا کروائی۔جس کے بعد تمام مہمانوں کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

اگلے روز 4/اگست بروز اتوار اسی ہال میں مکرم ناصر محمود بھٹی صاحب نے اپنے صاحبزادے مکرم ڈاکٹر کامران ناصر صاحب کے ولیمہ کی تقریب کا اہتمام کیا۔جس میں کثیر تعداد میں احباب وخواتین نے شرکت کی۔محترم سعدحیات باجوہ صاحب نے ہی دعا کروائی اور بعد میں مہمانوں کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

محترمہ ڈاکٹر نائلہ انور صاحبہ اور مکرم ڈاکٹر کامران ناصر صاحب دونوں چوہدری محمد انور صاحب مرحوم چک 166/مراد ضلع بہاولنگر (سابق سیکرٹری تحریک جدید اور وقفِ جدید 166/مراد) کے پوتی پوتا اور چوہدری غلام قادر صاحب مرحوم کی پڑپوتی اور پڑپوتا ہیں جنہوں نے عین جوانی میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر قادیان جاکر شرفِ بیعت پایا۔اسی طرح یہ دونوں بچے محترم نذیر احمد خادم صاحب مرحوم سابق معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی نواسی اور نواسہ ہیں۔

اس تقریب سے قبل جلسہ سالانہ یوکے کے موقعہ پر مورخہ 29/جولائی 2024ء کو محترم مولانا عطاءالمجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی موجودگی میں مسجد مبارک اسلام آباد ٹلفورڈ میں ان کے نکاح کا اعلان کیا۔نکاح کے اعلان کے معاً بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت دعا کروائی۔

ادارہ اس خوشی ومسرت کی مبارک تقریب کے موقع پر دلہا، دلہن اور ان کے تمام اعزاواقارب کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہے۔ احبابِ جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہرلحاظ سے دونوں خاندانوں کے لئے خیروبرکت کا موجب بنائے اور اس جوڑے کو دائمی دینی ودنیاوی خوشیاں نصیب کرے۔آمین یارب العالمین!

بقیہ از محترم امیر صاحب کینیڈا کی کچھ باتیں، کچھ یادیں

انہوں نے پائلٹ کو جاکر پیغام دیا تو اس نے کہا کہ ہاں میں تو خالی جارہا ہوں۔تو 2 خواتین اور 2 بچے اتنی ہی اس میں گنجائش تھی تو اس میں وہ ڈھا کہ پہنچ گئے اور وہاں سے جو آخری فلائٹ پاکستان جارہی تھی اس میں ان کو جگہ مل گئی ۔ اب میں دیکھتا ہوں تو عام آدمی سمجھے گا کہ یہ ایک اتفاق ہے لیکن جہاں تک مَیں سمجھا ہوں کہ وہ جہاز خراب ہی اس لئے ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں موقع دینا چاہتا تھا۔

خاکسار: جزاک اللہ امیر صاحب

خدا تعالیٰ امیر صاحب کینیڈا کی عمر وصحت میں برکت دے اور آپ کی زندگی کے ایمان افروز واقعات و حالات سے ہر احمدی عموماً اور ہم کینیڈا کی جماعت خصوصاً سبق سیکھنے والے ہوں کہ کس طرح ایک انسان اگر چاہے تو صرف مشاہدے اور تعلق باللہ سے ہی حق کا سفر تنہا طے کرلیا کرتا ہے۔

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

(درثمین)

بقیہ از آنحضرت ﷺ کی عائلی زندگی

حرفِ آخر

ہزار ہزار درود و سلام ہوں آقا ومولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر جنہوں نے ہمیں محبت اور تعلق کے یہ راستے سمجھائے۔ اللہ کرے کہ ہم سب بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں اپنے اہل خانہ سے بہترین سلوک کرنے والے ہوں اور تمام احمدی جوڑے آپؐ کی پیروی میں باہم محبت و دلداری کرنے والے، صائب الرائے مشوروں سے ایک دوسرے کو مضبوط کرنے والے، ایک دوسرے کو نیکیوں کے راستہ پر چلانے والے اور غلط کاریوں سے روکنے والے ہوں اور یہ محبت اور حسن سلوک ہمارے گھروں کو جنت بنائے رکھے۔ اور ساتھ ہی ہم اس توازن کو بھی قائم رکھیں کہ جب دینی ضرورت آن پڑے تو ہم اس کو اس تعلق پر ایسے مقدم کرلیں کہ یوں لگے ہم وہ آدمی ہی نہیں۔ اللہ کرے۔ آمین!

ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے

ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے۔ اگر بے ناغہ ماہ بہ ماہ ان کی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو تو وہ اس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے۔ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 83)

ہمیں اپنی رحمت کی چادر عطا کر

ملی ہیں جو خوشیاں ملے جو بھی غم ہیں
ہمارے ہی ہاتھوں نے لکھے کرم ہیں

ہماری زباں پر ہے کلمہ وفا کا
ہماری نگاہوں پہ آیت کا دم ہے

نہیں کوئی شجرہ نہیں ذات کوئی
غلامِ محمدؐ ہوئے جب سے ہم ہیں

ہمیں اپنی رحمت کی چادر عطا کر
عجب حال میں تیری گلیوں میں ہم ہیں

کہاں جائیں مولا کہاں دل کو پرکھیں
کہ اعمال اپنی تو گٹھڑی میں کم ہیں

جبیں شوق کے آستاں پر پڑی ہے
ہماری ہی جانب ہمارے قدم ہیں

خدایا ہمیں اپنی الفت عطا کر
کہ رمضان میں سارے سجدے بھی نم ہیں

بزرگوں کی آنکھوں سے دل سے لبوں سے
دعائیں ملیں جتنی اتنی ہی کم ہیں

زمانے میں جتنے بھی اوتار آئے
ہمارے لیے تو سبھی محترم ہیں

ہم اس باغ کی باغباں ہیں دیاؔ جی
شریعت نبوت بھی جن پر اتم ہے

مکرم دیا جیم صاحب، فجی آئی لینڈ

*****

اعلانات برائے دعائے مغفرت

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہِ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون نمبر یا سیل نمبر ضرور لکھیں۔

محترمہ شمیم اختر صاحبہ

30/ستمبر 2024ء کو محترمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری مسعود احمد بٹر صاحب وان جماعت حلقہ ہیپل 82سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

2/اکتوبر2024ء کو ایوان طاہر میں ایک بجے مرحومہ کا چہرہ دکھایا گیا۔احباب جماعت نے مرحومہ کے اعزاواقارب سے تعزیت کی۔مسجد بیت الاسلام میں نمازظہر کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مرحومہ کا مختصر ذکر خیرفرمایااور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد تین بجے سینٹ پال قبرستان پائن ویلی میں تدفین ہوئی اور مکرم امیر صاحب نے ہی دعاکرائی۔نماز جنازہ اور تدفین میں احباب جماعت نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور کئی اعزاواقارب وینکوور اورامریکہ سے آئے اورشمولیت کی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ یہ اپنے خاندان کی واحد خاتون تھیں جنہوں نے پندرہ سال کی عمر میں احمدیت کو قبول کیا ۔ نیک ، مخلص ،صالحہ ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، مہمان نواز، حاجت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہمیشہ مستعد رہتیں ۔ مالی قربانی میں پیش پیش تھیں ۔قرآن کریم سے بے حد محبت تھی۔ بڑی باقاعدگی سے قرآن مجید کی تلاوت کرتیں ۔ اپنے بچوں کے دل میں نظام جماعت اور خلافت سے محبت اور اطاعت پیدا کی ۔ دعاگو خاتون تھیں ۔ خلافت کے ساتھ اخلاص کا گہرا تعلق تھا۔ ماشاءاللہ سب بچے سعادت مند اور خدمت گزار ہیں اور انہیں اپنی والدہ کی تادم حیات خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے جزیل عطافرمائے۔آمین!

پسماندگان میں شوہر مکرم چوہدری مسعود احمد بٹر صاحب وان ، تین بیٹے مکرم عمراحمد بٹر صاحب وینکوور، مکرم احمد بلال بٹر صاحب ، مکرم حسن مسعود بٹر صاحب وان دوبیٹیاں محترمہ عائشہ مبشر صاحبہ امریکہ اور محترمہ رافعہ احمد صاحبہ پاکستان یادگار چھوڑی ہیں۔

مکرم ظفر محمود صاحب

6/اکتوبر 2024ء کو مکرم ظفرمحمود صاحب ٹرانٹو جماعت حلقہ ٹرانٹو ایسٹ 67سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

8/اکتوبر 2024ء کو احمدیہ فیونرل ہوم میں ایک بجے مرحوم کا چہرہ دکھایا گیا۔احباب جماعت نے مرحوم کے اعزاواقارب سے تعزیت کی۔مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نمازظہر کے بعد مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے مرحوم کا مختصر ذکر خیرفرمایااور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد تین بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور مکرم غلام احمد مقصود صاحب زعیم اعلیٰ انصاراللہ ہملٹن نے دعاکرائی۔ نماز جنازہ اور تدفین میں دوست احباب نے شرکت کی۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخلص احمدی اور ابتدائی لوگوں میں سے تھے ۔ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور جماعتی تقریبات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے ۔ خلافت کے ساتھ تعلق تھا۔

پسماندگان میں تین بھائی مکرم خالدمحمود صاحب وان، مکرم شکیل احمد صاحب کینیا، مکرم بشیر رحمٰن صاحب یوکے اور ایک ہمشیرہ محترمہ غزالہ اقبال صاحبہ بریمپٹن ایسٹ یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم میاں محمد اکرم صاحب

7/اکتوبر 2024ء کو مکرم میاں محمداکرم صاحب ڈرہم ویسٹ 80سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

9/ اکتوبر 2024ء کو ایوان طاہر میں چھ بجے شام مرحوم کا چہرہ دکھایا گیا۔احباب جماعت نے مرحوم کے اعزاواقارب سے تعزیت کی۔مسجد بیت الاسلام میں نمازمغرب کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مرحوم کا مختصر ذکر خیرفرمایااور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے روز 10اکتوبر کو اڑھائی بجے تھورنٹن قبرستان آشواہ میں تدفین ہوئی اور مکرم بلال احمد بھٹی صاحب مربی سلسلہ ڈرہم نے دعاکرائی۔ نماز جنازہ اور تدفین میں کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی ۔جرمنی اور ریجائنا سے آئے ہوئے اعزاواقارب بھی شریک ہوئے۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے ۔آپ نے احمدیت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں قبول کی۔ نہایت مخلص، نیک ، صالح ، صوم و صلوٰۃ کے پابند ، تہجدگزار اور دعا گو بزرگ تھے۔ آپ کو سیکرٹری زراعت اور جائیداد کے طور پر خدمات انجام دینے کی توفیق ملی ۔ خاص طور پر مسجد بیتِ حنیف میں مؤذن ہوئے، اس کے علاوہ لمبا عرصہ مسجد کی دیکھ بھال بھی کرتے رہے ۔ اپنے بچوں میں نظام جماعت اور حضور

کی اطاعت، حضور انور کا خطبہ جمعہ سننے اور جمعہ کی نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت پیدا کی۔حضور انور کی خدمت میں بڑی باقاعدگی سے خط لکھا کرتے تھے۔چندوں کی ادائیگی میں بڑے باقاعدہ تھے۔ خلافت کے ساتھ اخلاص، صدق ووفا کا گہرا تعلق تھا۔ماشاء اللہ بہت بڑا خاندان ہے۔سب بچے خدمتِ دین کی توفیق پا رہے ہیں اور بہت سعادت مند اور خدمت گزار ہیں۔ انہوں نے تادم حیات اپنے والدمحترم کی دیکھ بھال کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے جزیل عطافرمائے۔

پسماندگان میں بیوہ محترمہ زینب بی بی صاحبہ، سات بیٹے مکرم میاں جاوید احمد صاحب، مکرم میاں مبشر احمد صاحب ، مکرم میاں مظفراحمد صاحب ڈرہم ویسٹ ، مکرم میاں ناصر احمد صاحب جرمنی ، مکرم میاں مبارک احمد صاحب پیس ویلج ، مکرم میاں سفیر احمد صاحب، مکرم میاں مدثر احمد صاحب ریجائنا، اور دو بیٹیاں محترمہ صدف نازصاحبہ اہلیہ مکرم محمد اکبر بھٹی صاحب پیس ویلج ، محترمہ فرح ناز صاحبہ اہلیہ مکرم شاہد ایوب صاحب ریجائنا یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم حمید احمد چوہدری صاحب

8/اکتوبر 2024ء کو مکرم حمید احمد چوہدری صاحب بریمپٹن ویسٹ 80سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

11/ اکتوبر 2024ء کو ایوان طاہر میں ساڑھے بارہ بجے مرحوم کا چہرہ دکھایا گیا۔کثیر تعداد میں احباب جماعت نے مرحوم کے اعزاواقارب سے تعزیت کی۔مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مرحوم کی خدمات کا مختصر ذکر خیر فرمایااور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔تین بجے ہیپل قبرستان میجر میکنزی ویسٹ میں تدفین ہوئی اور مکرم امیر صاحب نے ہی دعاکرائی۔ نماز جنازہ اور تدفین میں کثیر تعداد میں دوست شریک ہوئے۔ جرمنی اور یوکے سے دو بیٹے اور دو بیٹیاں شریک ہوئے۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کو عمرہ ادا کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔نہایت مخلص، نیک ، صالح ، صوم و صلوٰۃ کے پابند، نوافل ادا کرنے والے،تہجد گزار اور دعا گو بزرگ تھے۔آپ کو شعبہ مال، شعبہ وصیت اور دارالقضا کینیڈا میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ علاوہ ازیں سینٹرل ٹرانٹو میں صدر کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔رضا کارانہ طور پر وقف کی روح کے ساتھ پندرہ سال سے زائد عرصہ تک بیت الاسلام مشن ہاؤس میں کام کے لئے آتے رہے۔ دوست احباب میں پی آئی والے مشہور تھے اور لوگوں کے کام آتے تھے۔قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرتے تھے۔ ہمدرد وخیرخواہ تھے۔ حاجت مندوں کی ضرورت پورا کرنے لئے مستعد رہتے تھے۔شعبہ وصیت میں متوفی کے ورثا کو اگر مالی دشواری پیش آتی تو مالی مدد کر دیتے۔ حضورانور کی خدمت میں بڑی باقاعدگی سے خط لکھا کرتے تھے۔چندوں کی ادائیگی میں بڑے باقاعدہ تھے۔ خوش مزاج اور ہر دل عزیز تھے۔ خلافت کے ساتھ اخلاص اوروفا کا تعلق تھا۔ماشاء اللہ سب بچے سعادت مند اور خدمت گزار ہیں۔ انہوں نے تادم حیات اپنے والدمحترم کی دیکھ بھال کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے جزیل عطافرمائے۔

پسماندگان میں تین بیٹے مکرم قمر احمد چوہدری صاحب بریمپٹن ویسٹ ، مکرم بدر احمد چوہدری صاحب ، مکرم فضل احمد چوہدری صاحب جرمنی ، دو بیٹیاں محترمہ نبیلہ احمد صاحبہ جرمنی اور محترمہ صائمہ احمد چوہدری صاحبہ یوکے یادگار چھوڑی ہیں۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کے جملہ لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے۔ اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔آمین!

صبر اور استقلال کے بغیر انسان دعاؤں کا فیض نہیں اٹھا سکتا

یاد رکھو کوئی آدمی کبھی دُعا سے فیض نہیں اُٹھا سکتا جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے اور استقلال کے ساتھ دُعاؤں میں نہ لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی اور بدگمانی نہ کرے۔ اُس کو تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصور کرے۔یقین کرے پھر صبر کے ساتھ دُعاؤں میں لگا رہے۔ وہ وقت آجائے گا کہ اللہ تعالیٰ اُس کی دُعاؤں کو سُن لے گا اور اسے جواب دے گا۔ جو لوگ اس نسخہ کو استعمال کرتے ہیں، وہ کبھی بدنصیب اور محروم نہیں ہو سکتے بلکہ یقیناً وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔

(ملفوظات۔جلد2،صفحہ151، ایڈیشن1988ء)